OPEN ACCESS: “*EPISTEMOLOGY*”
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
Vol.12 Issue 13 June 2023

علوم الحدیث پر اُردو میں لکھی گئی معروف کتب کا مختصر جائزہ

SHORT EVALUATION OF SOME FAMOUS BOOKS WRITTEN IN URDU ON ULOOM-E-HADITH

Dr. Zill E Huma
Assistant Professor, Lahore College for Women University, Lahore.

Dr. Shaista Jabeen
Assistant Professor, Govt. Graduate College for Women. Jhang Saddar, Jhang.

Abstract: Hadith has been accepted as an important, second and sacred source of Islamic Law. This status of the Hadith has remained unchallenged throughout the centuries. There have been many differences among Muslims in their juristic opinions but the authority of Hadith was never denied by any jurist. Hadith is integral to the Quran, since they are inseparably linked to each other. It is impossible to understand the Quran without reference to Hadith. The Quran is the message and the Hadith is the explanation of the message by messenger himself. If we reject the Hadith, we may misread the Quran. There are many ulooms of Hadith. Imam Neshapori has discussed fifty two ulooms in his book "Maarifat Uloom ul Hadith" and the number of ulooms described by Ibn Us Salah, Imam Novvi and Ibn e Mulaqan is sixty five in their books Muqadama Ibn us Salah", "Al Taqreeb fan e usool ul hadith" and "Al Muqnio fi Uloom il Hadith" respectively. Similarly Allama Siyuti has mentioned ninety three ulooms in his book "Tadreeb ul Ravi". Different books have written on Uloom-e-Hadith in different languages like Arabic, Urdu and English etc. There are many books written on said topic in Urdu and the books written in other languages have translated in Urdu too. The present article deals with analytical study of some famous books written on Uloom-e-Hadith in Urdu and translation from Arabic language nominated Urdu books.

Keywords: Hadith, Uloom, Urdu, Famous, Books

قرآن مجید کا یہ ایک بڑا اعجاز ہے کہ اس کے نزول کے بعد دنیا میں مختلف علوم اور کتب کا ایک سیلاب امڈ آیا۔ علم و آگہی کا ایسا سورج طلوع ہوا جس نے نہ صرف انسانیت کو روحانیت کی معراج سے آشنا کیا بلکہ تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے اعتبار سے ترقی کے اعلیٰ مراتب سے متعارف کروایا۔ علوم و فنون میں برھوتری کا یہ سفر مادی اور خالص عقلی و فکری میدانوں میں ابتدائے آفرینش سے آج تک جاری و ساری ہے اور یہ بات انتہائی ناقابل اعتبار ہو گی اگر کہا جائے کہ جس ذات پر ایسی معجزانہ اور علوم و معارف کے خزائن پر مشتمل کتاب نازل کی گئی ہو یہ شخصیت خود اعجازی شان کی حامل نہ ہو، چنانچہ یہ آپؐ کی شخصیت کا ہی اعجاز ہے کہ مسلم معاشرے کی تاریخ میں رسالت مآب ﷺ کی سیرت و سنت کا اثر و نفوذ انتہائی گہرا اور آپؐ کی شخصیت سے والہانہ محبت، قلبی و جذباتی وابستگی کے مظاہر ہر آن اور ہر جا مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں۔ صحابہ کرام نے نبی کریمؐ کی کتابِ زندگی کے ایک ایک ورق کو حفظ کیا، خلوت و جلوت، سفر و حضر اور نجی معاملات سے لے کر عام سیاسی معاملات تک حضورؐ کی حیات مبارکہ کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کو ان خوش بخت اور خوش نصیب لوگوں نے محفوظ نہ کیا ہو۔ وہ آپؐ کی احادیث کا تذکرہ کرتے اور سینوں سے لے کر صحیفوں تک انہیں محفوظ رکھتے۔ ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے حفظ اور کتابت کے عمل کو جاری رکھا حتیٰ کہ دوسری صدی ہجری کے بعد حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی اور اس سے متعلق بہت سارے علوم معرض وجود میں آئے۔ تیسری صدی ہجری میں علوم حدیث کی مختلف اصناف مستقل بنیادوں پر مرتب کی گئیں اور علماء نے ہر موضوع پر علیحدہ تصنیفات کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ عظیم الشان علوم جن کی مثال انسان کی دینی و دنیاوی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی، ان کی بدولت نبی کریمؐ کے اقوال و افعال محفوظ ہوئے۔

حفاظت اور خدمت حدیث کا یہ جذبہ جزیرۃ العرب تک ہی محدود نہ رہا بلکہ فتح سندھ کے بعد سے ہی برصغیر پاک و ہند کے علمائے محدثین نے اس کی طرف بھرپور توجہ دی۔ اس موقع پر علامہ رشید رضا مصری کا یہ اعتراف بے جا نہ ہو گا:

"ولولا عناية اخواننا علماء الهند بعلوم الحديث فى هذا العصر، لقضي عليها بالزوال من أمصار الشرق"۔ (۱)

اگر ہندوستان میں بسنے والے ہمارے علماء نے موجودہ دور میں علوم حدیث پر توجہ نہ دی ہوتی تو مشرقی ممالک میں ان کا خاتمہ ہو جاتا۔

برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کی ترویج و اشاعت کی کوششیں ہر میدان میں ہوئیں۔ علوم، اصول، تاریخ، حجیت، متون اور شروح غرضیکہ اس علم کے ہر فن میں صلاحیتوں کو بروئے کار لایا گیا۔ ابتدائی صدیوں میں علوم حدیث پر عربی زبان میں کتب لکھی گئیں۔ بعد ازاں اردو زبان کی اہمیت اور اردو دان طبقہ کی سہولت کے پیشِ نظر اس میں تراجم اور کتب لکھنے کے سلسلے کا آغاز ہوا جو اب تک جاری و ساری ہے۔ آج ان کتب کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے مگر یہ تمام ذخیرہ نہ تو کسی ایک لائبریری میں دستیاب ہے اور نہ محض کسی کتاب کے سرورق سے ہی اس کے مشتملات و مندرجات،

اسلوب، خصوصیات اور خامیوں سے آگاہ ہوا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس موضوع کا انتخاب اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں علومِ حدیث پر اُردو زبان میں لکھی جانے والی چند معروف اُردو اور مترجم کتب (اُردو) سے متعارف کروایا جا رہا ہے تاکہ قارئین کے لیے ایک ہی جگہ پر کتب کے ایک وسیع ذخیرہ اور ان کے مندرجات تک رسائی اور باہم تقابل و موازنہ کی راہ ہموار ہو سکے۔ تعارف و تبصرہ کتب میں حروف تہجی کی ترتیب کو (بلحاظ اسمائے کتب) پیش نظر رکھا گیا ہے۔

التحدیث فی علوم الحدیث

مصنف: پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر   سن اشاعت: ۲۰۰۴ء

ناشر: مکتبہ قدوسیہ' اردو بازار' لاہور   صفحات: ۴۰۰

مصنف نے قدیم اور جدید دونوں درسگاہوں سے استفادہ کیا ہے۔ ۱۹۸۸ء میں گلاسکو یونیورسٹی سے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۸۵ء سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں حدیث کے استاد اور ۱۹۹۱ء سے مسند سیرت کے ڈائریکٹر ہیں۔ آپ متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ عربی، انگریزی اور اردو زبان میں آپ کے بہت سے مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ کتاب ہذا پر نظر ثانی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ ایجوکیشنل ٹریننگ کی محترمہ نگہت یاسمین ہاشمی نے کی۔ کتاب مذکورہ بالا مکتبہ سے پہلی بار ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی۔ زیر استعمال نسخہ اس کی اشاعت دوم ہے۔ اس میں مصنف نے ایک باب بعنوان صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین کا اضافہ کیا ہے۔

کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ پیش لفظ میں مصنف نے دینی علوم سے اپنا شغف، کتاب ہذا کی وجہ تالیف اور مشتملات مختصراً ذکر کیے ہیں۔ بعد ازاں مصنف کا اکاسی (۸۱) صفحات پر مبنی ایک ضخیم مقدمہ ہے۔ جس میں آپ ﷺ کا مقام و مرتبہ، مختلف حیثیتیں، منصب نبوت کے فرائض، اطاعت رسول کی فرضیت، مخالفت رسول پر وعید، حدیث کا منزل من اللہ اور قرآن کی توضیح و تبیین ہونا بیان کیا گیا ہے نیز منکرین حدیث کے مختلف گروہوں کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے اعتراضات کی تردید کی گئی ہے۔ باب اول اور دوم میں علم اصول حدیث اور حدیث کی بنیادی اصطلاحات کی وضاحت کی گئی ہے۔ باب سوم، چہارم، پنجم اور ششم خبر متواتر و خبر واحد، حدیث مقبول و مردود کی جملہ اقسام اور حدیث مقبول و مردود کے مابین مشترک اقسام سے متعلق ہیں۔ باب ہفتم میں قبولیت راوی کی شرائط کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ باب ہشتم میں قلت وسائط سند کے اعتبار سے حدیث کو مطلق نسبی اور علو نسبی میں منقسم کرتے ہوئے ان کی ذیلی اقسام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کے باقی ابواب میں رواۃ حدیث کے اعتبار سے اقسام حدیث، اخذ حدیث کے طریقے، علم جرح و تعدیل، ائمہ صحاح ستہ اور ان کی کتب کا تعارف شامل ہے۔

اسلوب

۱۔ کتاب کے آغاز میں فہرست مضامین دی گئی ہے۔
۲۔ مصنف نے کتاب کو بارہ ابواب میں تقسیم کرتے ہوئے متعلقہ عناوین کی وضاحت کی ہے۔
۳۔ آیات و احادیث غیر معرب لیکن بحوالہ ہیں اور ان کا ترجمہ بین القوسین دیا گیا ہے۔ احادیث کے اندراج میں اکثر مقامات پر ان کا ترجمہ متن سے پہلے ہے اور ان کا حوالہ کہیں مکمل اور کہیں نامکمل ہے۔ عربی کتب کے اقتباسات نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے اور ان کا ترجمہ یا مفہوم اکثر پہلے درج ہے اور کہیں محض ترجمہ لکھا ہے۔
۴۔ ہر باب کے آخر میں اس کے مباحث کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔
۵۔ مصنفین کتب حدیث کے سنین پیدائش و وفات ہجری اور عیسوی دونوں بیان کیے گئے ہیں۔
۶۔ اردو اور فارسی اشعار سے استفادہ کیا گیا ہے۔
۷۔ بعض مقامات پر لغوی مفاہیم بحوالہ بھی دیئے گئے ہیں نیز تمام حوالہ جات کتاب کے آخر میں درج ہیں۔
۸۔ اگر کسی نوع حدیث کی حجیت یا عدم حجیت کے حوالے سے اختلافی آراء ہوں تو مصنف وہ سب نقل کر دیتے ہیں لیکن نہ تو کسی رائے کی تردید و توثیق کرتے ہیں اور نہ ہی اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسے حدیث مرسل کے حجت ہونے یا نہ ہونے سے متعلق ائمہ کے مختلف اقوال نقل کر دیئے ہیں۔(۲) البتہ بعض مقامات پر مصنف نے اپنی رائے کا استعمال بھی کیا ہے۔ جیسے حدیث مؤنن اور معنعن کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا یہ حدیث منقطع کی اقسام ہیں یا متصل کی۔ موصوف نے اپنی رائے سے کام لیتے ہوئے ان کو مردود احادیث بلحاظ سقوط راوی کے تحت بیان کیا ہے۔(۳)
۹۔ ائمہ صحاح ستہ کے تعارف میں ان کے اساتذہ و تلامذہ، تعلیمی اسفار، سیرت و کردار اور تصانیف ذکر کی گئی ہیں۔
۱۰۔ کتاب کے آخر میں کتب کے اعتبار سے حروف تہجی پر مرتب فہرست مصادر دی گئی ہے۔ جس میں مصنفین، مطابع اور سنین اشاعت بھی درج ہیں۔

خصوصیات

۱۔ اقسام حدیث کے حوالے سے ایک تفصیلی کتاب ہے۔ ہر قسم حدیث کی وضاحت کے تحت اس کے لغوی و اصطلاحی معانی، مثال اور متعلقہ کتب کے ذکر کا اہتمام کیا گیا ہے نیز اقسام حدیث کی نہ صرف امثلہ دی ہیں بلکہ ان کی وضاحت بھی کی ہے۔ جیسے حدیث منقطع، مرسل اور معضل وغیرہ کے تحت آنے والی امثلہ کے انقطاع و ارسال کی وجوہات بھی ذکر کی ہیں۔ اسی طرح بعض اقسام مثلاً مقلوب اور مدرج کے احکام بیان کرنے کا بھی اہتمام ہے۔

۲۔ منکرین حدیث کے اس اعتراض کہ احادیث اڑھائی سو سال بعد لکھی گئیں کی تردید مصنف نے بڑے مفصل انداز میں کی ہے۔ اس ضمن میں بتیس (۳۲) ایسی روایات پیش کی گئی ہیں جن سے عہد رسالت میں کتابت حدیث کا جواز ثابت ہوتا ہے نیز عہد نبوت و صحابہ کے تحریری سرمایوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

۳۔ علم اصول حدیث پر لکھی جانے والی ایک سو دو (۱۰۲) کتب کا تعارف کرانا کتاب کی اہمیت کا ایک پہلو ہے۔

۴۔ کتاب کا دو بار طبع ہونا اس کے مقبول ہونے کا ایک ثبوت ہے۔

۵۔ رفیق چودھری کی کتاب آسان علوم حدیث میں کتاب ہذا کے حوالہ جات ملتے ہیں۔

ماخذ و مصادر

مصنف نے کتاب کی تصنیف میں اصول حدیث پر لکھی جانے والی تمام معروف کتب سے استفادہ کیا ہے مگر شرح نخبۃ الفکر، تدریب الراوی، مقدمہ ابن الصلاح، قواعد التحدیث، البدایۃ والنہایۃ، اختصار علوم الحدیث، معرفۃ علوم الحدیث اور تیسیر مصطلح الحدیث کے حوالے بکثرت ملتے ہیں۔

تجزیہ

۱۔ یہ کتاب اگرچہ علوم حدیث کے عنوان سے ہے مگر اس کے تمام مباحث اصول حدیث کے ہیں۔

۲۔ کتاب کی اشاعت دوم کے آخر میں ایک باب کا اضافہ کیا گیا ہے مگر فہرست مضامین میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ مناسب تھا کہ یہ گیارہویں باب کے بعد دیگر حواشی اور فہرست مصادر سے پہلے دیا جاتا۔

۳۔ کتاب میں کہیں کہیں کتابت کی غلطیاں بھی موجود ہیں۔ مثلاً

علوم الحدیث کی بجائے علموالحدیث(۴)، السنة و مكانتها فى التشريع الاسلامى کی جگہ السنهو مكانتها (۵) اور السنه قبل التدوين کو السنه قبل القدوين(۶) لکھا ہے۔

آسان علوم حدیث

مرتب: پروفیسر محمد رفیق چودھری　　سن اشاعت: ۲۰۰۴ء

ناشر: مکتبہ قرآنیات ٔاردو بازار ٔلاہور　　صفحات: ۱۴۴

زیر بحث کتاب فن حدیث کے مبتدی طالب علموں کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس لیے اس میں زیادہ مشکل اور فنی بحثوں سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ صرف بنیادی ضروری مباحث کا سادہ، آسان اور رواں انداز میں تعارف کرایا گیا ہے۔ مرتب کی دیگر اہم تصانیف میں آسان علوم قرآن، حدیث قرآن کی تشریح کرتی ہے، حدیث قدسی، آسان اصول فقہ، سنت سے ایک انٹرویو، حدیث وحی ہے اور صحیفہ ہمام بن منبہ ہیں۔

کتاب سولہ ابواب پر مشتمل ہے۔ دیباچہ میں علوم حدیث کی ضرورت واہمیت اور اصطلاحات حدیث کی وضاحت کی گئی ہے۔ باب اول میں حدیث کا مفہوم اور اقسام بیان کی گئی ہیں۔ باب دوم میں خبر متواتر، احاد، مشہور، عزیز، غریب اور باب سوم میں خبر مقبول، مردود اور صحیح حدیث کی وضاحت کی گئی ہے۔ باب چہارم حدیث حسن کی وضاحت کے لیے مخصوص ہے۔ باب پنجم اور ششم میں ضعیف حدیث اور اس کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔ باب ہفتم میں موضوع حدیث کی تعریف، حکم اور اسباب ذکر کیے گئے ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ اور امام مالکؒ کا تعارف، حدیث قدسی کی توضیح، ناسخ و منسوخ احادیث کی پہچان کے طریقے، صحابی کی تعریف، ان کی تعداد، عدالت، مکثرین، مفتیین، افضل صحابہ کرام اور سب سے زیادہ عمر پانے والے آخری صحابی کا تذکرہ، نیز ان کے احوال کے بارے میں لکھی جانے والی چند معروف کتب کا ذکر باب ہشتم، نہم، دہم اور یازدہم کے اہم مباحث ہیں۔ کتاب کے باقی ابواب کتب صحاح ستہ، مؤطا امام مالک کے تعارف، علم اسماء الرجال، کتب حدیث کی مختلف اقسام، کتابت حدیث کی محدود اجازت دینے کے اسباب، عہد نبوی اور عہد صحابہ کے کاتبین حدیث کے اسمائے گرامی، احادیث کے اولین مجموعوں اور منکرین حدیث کے اعتراضات کے جوابات کے لیے مختص ہیں۔

اسلوب

۱۔ فہرست مضامین دی گئی ہے۔

۲۔ مصنف نے کتاب کو سولہ ابواب میں منقسم کرتے ہوئے مختلف مباحث کی وضاحت کی ہے۔

۳۔ کتاب نصابی انداز میں مرتب کی گئی ہے اور ہر باب کے آخر میں مشقی سوالات دیئے گئے ہیں۔

۴۔ آیات واحادیث زیادہ تر معرب، مترجم اور مکمل حوالہ کے ساتھ دی گئی ہیں۔ البتہ بعض مقامات پر احادیث کا صرف ترجمہ دیا گیا ہے۔ نیز احادیث کے حوالے میں صرف کتاب کا نام لکھا گیا ہے۔

۵۔ جہاں عربی کتب سے استفادہ کیا ہے وہاں عربی متن نہیں دیا گیا اور حوالہ دیتے وقت بعض مقامات پر صرف مصنف کا نام اور بعض پر کتاب کا نام لکھا ہے۔ نیز ائمہ محدثین کے اقوال کا عربی متن اور حوالہ نہیں دیا گیا۔

۶۔ حوالہ جات عبارات کے ساتھ درج ہیں۔

۷۔ اہم نکات کی وضاحت نوٹ کے تحت کی گئی ہے۔

۸۔ اقسام حدیث کی وضاحت میں عموماً ہر قسم کی تعریف اور مثال دی گئی ہے۔ البتہ بعض اقسام جیسے ضعیف حدیث کا حکم اور اس سے متعلقہ کتب کا بھی ذکر ہے۔

۹۔ آخر میں فہرست مصادر دی گئی ہے جس میں صرف کتاب اور مصنف کا نام ہے نیز فہرست حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب نہیں ہے۔

خصوصیات

ا۔ کتاب میں انتہائی آسان اور سادہ زبان میں اقسام حدیث کی وضاحت کی گئی ہے۔

۲۔ ائمہ صحاحِ ستہ کے تعارف میں ان کے تعلیمی اسفار، اساتذہ و تلامذہ اور سیرت و کردار بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ کتاب کا دوبار طبع ہونا اس کی مقبولیت کا ایک پہلو ہے۔

ماخذ و مصادر

مصنف کی اس تصنیف کے ماخذ و مصادر میں مقدمہ ابن الصلاح، الکفایہ فی علم الروایۃ، تدریب الراوی، علوم الحدیث و مصطلحہ، شرح نخبۃ الفکر، مقدمہ ابن خلدون، تیسیر مصطلح الحدیث، السنۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی، حفاظت حدیث، سنت کی آئینی حیثیت، التحدیث فی علوم الحدیث اور تدوین حدیث از مناظر احسن گیلانی جیسی بنیادی اور ثانوی کتب شامل ہیں۔

تجزیہ

ا۔ حوالہ جات دینے کا معیار تحقیقی تقاضوں کو پورا نہیں کرتا نیز فہرست مصادر میں بعض ایسی کتب بھی ہیں جن کا حوالہ کے طور پر کتاب میں ذکر نہیں ہے۔

۲۔ اقسام حدیث کی وضاحت اگرچہ مصنف کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ تاہم بعض اقسام مثلاً محکم حدیث، مختلف الحدیث، متوقف فیہ اور المزید فی متصل الاسانید وغیرہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

علوم الحدیث

مصنف: مولانا حیدر علی المینوی　　　　سن اشاعت: س۔ن

ناشر: فاروقی کتب خانہ، اکوڑہ خٹک　　　　صفحات: ۱۹۴

مصنف نے دار العلوم کراچی میں دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد کراچی کے مدارس دار العلوم رحمانیہ اور جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات میں تدریسی فرائض سر انجام دیئے۔ کتاب ہذا در اصل مصنف کے جمع کیے ہوئے وہ اہم نکات ہیں جو انہوں نے دار العلوم رحمانیہ میں دورۂ حدیث کی طالبات کے ساتھ دوران تدریس صفحات پر لکھ لیے تھے اور بعد میں اسی مدرسہ کے مدرس حضرت مولانا عبد الباری کی وساطت سے اسے کتابی شکل میں شائع کیا۔ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔ غرض تالیف میں مصنف نے اس کی وجہ تالیف کا ذکر کیا ہے۔ پیش لفظ عبد الباری ندوی نے لکھا ہے جس میں تاریخ تدوین حدیث اور اس کتاب کے مشتملات مختصراً بیان کیے گئے ہیں۔ باب اول میں حدیث کا معانی، وجہ تسمیہ، موضوع، فائدہ، غرض و غایت، علم حدیث کی فضیلت، اس کی چند اہم اصطلاحات (حدیث، اثر، سنت، سند، متن، راوی، مروی، مسند) اور کتب حدیث کے چند رموز و اشارات کی وضاحت کی گئی ہے نیز تحدیث، اخبار اور انباء میں فرق اور کتب حدیث کی اقسام بیان کی

گئی ہیں۔ باب دوم میں آیت قرآنیہ اور دلائل عقلیہ کے ذریعے حجیت حدیث اور منکرین حدیث کے اعتراضات کی تردید کی گئی ہے۔ باب سوم میں ائمہ صحاح ستہ اور دیگر محدثین عظام اور ان کی کتب کا مفصل تعارف کرایا گیا ہے۔ فن جرح وتعدیل کا مفہوم، جواز، آغاز وارتقاء اور اس فن پر لکھی جانے والی کتب کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح فن اسماء الرجال کی تعریف، ضرورت واہمیت اور اہم کتب بیان کی گئی ہیں نیز چند اہم کتب موضوعات کا تعارف بھی شامل ہے۔

اسلوب

۱۔ کتاب کے آغاز میں فہرست مضامین دی گئی ہے۔

۲۔ مصنف نے کتاب کو ابواب میں تقسیم کر کے مختلف مباحث کی وضاحت کی ہے مگر ابواب کو ناموں سے موسوم نہیں کیا گیا۔

۳۔ آیات معرب اور غیر معرب ہر دو طریقے سے درج ہیں۔ کہیں ان کا ترجمہ اور کہیں مفہوم دیا گیا ہے اور حوالہ جات دینے کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ احادیث کے اندراج میں بھی کم وبیش یہی اسلوب ہے البتہ ان کا حوالہ دیا گیا ہے۔ لیکن بعض مقامات پر حوالہ نامکمل ہے۔ جہاں عربی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے وہاں عربی عبارت کا ترجمہ نہیں دیا گیا اور حوالہ کہیں مکمل ہے(۷) اور کہیں نامکمل۔(۸)

۴۔ حوالہ جات حواشی کی بجائے عبارات کے ساتھ درج ہیں۔

۵۔ اردو اور فارسی اشعار سے استدلال کیا گیا ہے۔

۶۔ بعض اوقات کسی اہم نکتے کی وضاحت تنبیہ کے تحت کی گئی ہے۔

۷۔ مصنفین کے سن وفات دیئے گئے ہیں۔

۸۔ مختلف فیہ اقوال درج کرنے کے بعد راجح قول ذکر کرنا مصنف کا اسلوب ہے۔ جیسے امام مسلمؒ اور امام ترمذیؒ کے سن ولادت کے بارے میں مختلف اقوال کے تذکرے کے بعد راجح قول بھی بیان کر دیا ہے۔(۹) اسی طرح امام ابوداؤدؒ کے وطن مالوف سے متعلق مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد صحیح قول کی نشاندہی کی گئی ہے۔(۱۰)

۹۔ مراجع مصادر کی فہرست نہیں دی گئی۔

خصوصیات

۱۔ محدثین عظام کے تعارف کے تحت ان کے نام ونسب، ابتدائی حالات، شیوخ وتلامذہ، تصانیف، مقام ومرتبہ اور مسالک کے بارے میں تمام فقہی آراء کا ذکر کیا گیا ہے۔ نیز ائمہ محدثین اور ان کی کتب کے مقام ومرتبہ کے حوالے سے ستائشی کلمات بھی درج ہیں۔

۲۔ کتب صحاح ستہ کے تعارف میں ان کے اسالیب، نسخے، شروح و حواشی، مقام و مرتبہ کا ذکر کرنے کے علاوہ ائمہ کی مخصوص اصطلاحات جیسے امام ترمذیؒ کی اصطلاحات ہذا حدیث صحیح اور ہذا حدیث حسن غریب کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔

۳۔ منکرین حدیث نے حدیث لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحه سے استدلال کرتے ہوئے یہ اعتراض کیا کہ حدیث حجت نہیں۔ مصنف نے اس کی تفصیلاً تردید کی ہے اور اس ضمن میں عہد رسالت میں کتابت حدیث ثابت کرتے ہوئے عہد رسالت اور صحابہ کے تحریری سرمایوں کا ذکر کیا ہے۔

ماخذ و مصادر

مصنف نے ہر عنوان کے تحت اس کی بنیادی و ثانوی دونوں طرح کی کتب سے استفادہ کیا ہے لیکن تہذیب التہذیب، فیض الباری، وفیات الاعیان اور بستان المحدثین کے حوالے بکثرت ملتے ہیں۔

تجزیہ

ا۔ کتاب اپنے موضوع کا احاطہ نہیں کرتی۔ مصنف نے اس موضوع سے متعلق اہم عناوین اقسام اور علوم حدیث کا ذکر نہیں کیا اور اپنی ساری توجہ ائمہ محدثین کے حالات زندگی اور ان کی کتب کے تعارف پر مبذول رکھی ہے۔

۲۔ جہاں کتب حدیث کی شروح بیان کیں وہاں شارحین کی سنین وفات تو ذکر کی گئی ہیں مگر ان کے سن وفات کی ترتیب سے شروح کا اندراج نہیں کیا گیا اگر ترتیب زمانی پیش نظر رکھتے تو بہتر ہوتا۔

۳۔ اکثر قابل حوالہ مقامات پر مکمل حوالہ دینے سے اعراض کیا گیا ہے۔ نیز فہرست مصادر نہیں دی گئی اس لیے یہ کتاب تحقیقی معیار پر پورا نہیں اترتی۔

۴۔ بعض جگہ آیات قرآنیہ کا ترجمہ نامکمل اور غیر صحیح ہے جیسے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ------اس میں یزکیھم (۱۱) اور قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ (۱۲) میں یحببکم اللہ کا ترجمہ نہیں دیا گیا نیز لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کے ترجمہ میں بھی غلطیاں ہیں۔(۱۳)

۵۔ کتاب میں طباعت کی غلطیاں بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

تاج الدین سبکی کی بجائے تارج الدین سبکی (۱۴)، شروح کی جگہ شروع (۱۵) اور طرف کو طرح (۱۶) لکھا ہے۔ نیز شروع والے صفحات کے شمار میں بھی بہت زیادہ اغلاط ہیں۔ البتہ مواد ترتیب میں ہے۔

علوم حدیث رسولؐ

مصنف: رانا محمد اسحاق　　　　سن اشاعت: ۱۹۹۸ء

ناشر: ادارہ اشاعت اسلام ٗلاہور صفحات: ۲۵۶

ڈاکٹر رانا محمد اسحاق ۱۹۴۰ء میں فیصل آباد کے علاقہ تاندلیانوالہ میں پیدا ہوئے۔ مصنف موصوف پی ایچ۔ڈی نہیں بلکہ پیشہ کے اعتبار سے ڈاکٹر تھے۔ آپ نے مذہبی تعلیم مدینہ یونیورسٹی سے ۱۹۸۰ء میں مکمل کی۔ آپ ادارہ اشاعت اسلام کے بانی ہیں۔ اس کتاب کے علاوہ آپ کی تصانیف کی تعداد انتیس (۲۹) ہے۔(۱۷) لوگوں کو علم حدیث سے آگاہی پیدا کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی گئی۔ یہ اگرچہ علمی حلقوں میں مقبول عام نہیں تاہم عوام کے لیے مفید ہے۔ اس میں کتابت حدیث کے حوالے سے عمدہ معلومات ہیں۔ اس کے موضوعات کا اگر ہم احاطہ کریں تو بنیادی طور پر اس میں اصطلاحات، کتابت اور حجیت حدیث پر بحث کی گئی ہے۔ آغاز کتاب میں مصنف نے ایک طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں علم حدیث کی قدر و منزلت، منکرین حدیث کے چند شبہات کی دلائل نقلیہ سے تردید، فن اسماء الرجال اور علم مصطلح الحدیث کی وضاحت کی گئی ہے۔ مقدمہ کے بعد کتاب کی وجہ تالیف، حمد و ثناء باری تعالی، تعریف محمد ﷺ ازروئے قرآن، درود پاک کی فضیلت اور قرآن پاک سے متعلق چند معلومات دی گئی ہیں۔ بعد ازاں لفظ حدیث کی تعریف کرتے ہوئے وہ تمام آیات بیان کی گئی ہیں جن میں لفظ حدیث استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم اور حدیث شریف کا فرق، آیات مبارکہ کے ذریعے اطاعت رسول اور حجیت حدیث، حدیث و سنت کے لغوی و اصطلاحی معانی، ان دونوں کے مابین فرق، خبر، اثر اور مصطلحات الحدیث کی تعریفات لکھی گئی ہیں اور کہیں کہیں مثالوں سے وضاحت بھی کی گئی ہے۔ وحی کا مفہوم، اس کی اقسام، قرآن پاک اور حدیث قدسی میں فرق، اقسام حدیث اور ان کی امثلہ، کتابت حدیث کی ممانعت اور اجازت سے متعلق روایات ٗمکتوبات نبوی اور عہد رسالت و صحابہ کے تحریری صحائف، کتابت حدیث کے عموماً مروج نہ ہونے کے اسباب، کاتبین وحی کے اسمائے گرامی، حفاظت حدیث کے ذرائع، کتابت حدیث کے ادوار اور ہر دور کے جامعین اور تحریری سرمایوں کا ذکر کیا گیا ہے نیز تیسرے دور کے تحت علوم اور طبقات کتب حدیث بھی بیان کیے گئے ہیں۔ آخر میں حضور ﷺ کے مختلف امراء کو بھیجے جانے والے خطوط کی تصاویر اور ادارہ اشاعت اسلام کا تعارف کرایا گیا ہے۔

اسلوب

۱۔ کتاب ہذا کا اسلوب عام فہم اور آسان ہے۔ جگہ جگہ قرآن و سنت کی مثالوں سے موضوع کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۲۔ فہرست مضامین دی گئی ہے۔

۳۔ مصنف موصوف نے کتاب کو ابواب و فصول میں تقسیم کرنے کی بجائے موضوعات کے لحاظ سے بحث کی ہے۔

۴۔ آیات واحادیث کا متن معرب مع ترجمہ ہے۔ آیات کے حوالہ میں سورۃ کا نام اور آیت نمبر ہے جبکہ احادیث کے حوالہ میں بعض مقامات پر کتاب اور باب کا نام اور بعض پر صرف کتاب کا نام دینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

۵۔ حوالہ جات اکثر و بیشتر حواشی میں درج ہیں مگر بعض مقامات پر ساتھ بھی دے دیئے ہیں۔

۶۔ عربی اور اردو اشعار سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۷۔ قابل توضیح نکات کی وضاحت حواشی میں کی ہے اور ہر بحث کے بعد خلاصہ کلام پیش کیا گیا ہے۔

۸۔ اہم نکات کو ملاحظہ کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

۹۔ جہاں کہیں مصنف نے ذاتی رائے کا ذکر کیا وہاں بین القوسین مؤلف لکھ دیا ہے۔

۱۰۔ مصنفین کتب کے سن وفات درج کیے گئے ہیں۔

۱۱۔ اقسام حدیث کی صرف تعریفیں بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے البتہ حدیث متواتر، احاد، قولی، فعلی، تقریری، وصفی کی امثلہ اور حدیث صحیح، حسن اور ضعیف کا حکم بھی بیان کیا گیا ہے۔

۱۲۔ کتاب کے آخر میں فہرست مصادر ہے جو حروف تہجی کے مطابق کتاب کے نام کو پیش نظر رکھ کر مرتب کی گئی ہے۔

خصوصیات

۱۔ کتاب میں آسان اور عام فہم زبان میں مشکل اصطلاحات حدیث کی آسان تشریح کی گئی ہے۔ جس سے عام اردو دان طبقہ بھی آسانی سے علم حدیث سے آگہی حاصل کر سکتا ہے۔

۲۔ عہد رسالت میں کتابت حدیث کے آغاز کو بڑے مدلل انداز سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں اجازت کتابت پر مبنی روایات، مکتوبات نبویہ اور میثاق مدینہ کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

۳۔ احادیث متواتر، احاد، قولی، فعلی، تقریری اور وصفی کی کثیر امثلہ نیز احادیث متواتر کے دیگر راویان کا ذکر کرنا ایک عمدہ کاوش ہے۔

۴۔ قرآن کریم کے پاروں، سورتوں کے نام، تعداد آیات، میثاق مدینہ کی تمام دفعات اور مختلف علوم سے متعلق اہم کتب کی فہرست پیش کرنا بھی ایک نمایاں پہلو ہے۔

۵۔ مصنف نے حضور ﷺ سے لے کر خود اپنے تک امام بخاریؒ کے سلسلہ اسناد میں سے ایک سند کے شجرہ کو چارٹ کی صورت میں پیش کیا ہے اور حضور ﷺ کے خطوط کی تصاویر بھی شائع کی ہیں۔

ماخذ و مصادر

کتاب میں مصنف نے الباعث الحثیث، السنة ومکانتها فی التشریع الاسلامی، السنة قبل التدوین، النہایة فی غریب الحدیث والاثر، تدریب الراوی، صیانة الحدیث، سنت کی آئینی حیثیت اور تدوین حدیث از مناظر احسن گیلانی جیسی کتب سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔

تجزیہ

۱۔ کئی ایک مقامات پر اعراب کی صحت مخدوش ہے۔ جیسے فان کل بدعة ضلالة میں ان حرف ناصبہ کے بعد کل پر بجائے فتحہ کے ضمہ لگایا گیا ہے۔(۱۸)

۲۔ کہیں عربی عبارت میں بھی اغلاط پائی جاتی ہیں۔ جیسے حدیث مبارک

کل عمل ابن أدم له الا الصیام کو الی الصیام لکھا گیا ہے۔(۱۹)

۳۔ چند اقسام حدیث جیسے ناسخ و منسوخ، مرسل خفی اور المزید فی متصل الاسانید کا ذکر نہیں کیا گیا۔

۴۔ فہرست مصادر میں مصنف نے بعض ایسی کتب دی ہیں جن کا کتاب میں حوالہ موجود نہیں ہے۔ مزید برآں بعض کتب ایسی ہیں جن سے مصنف نے استفادہ کیا ہے مگر فہرست مصادر میں ان کا ذکر نہیں ہے جیسے تفسیر ابن کثیر،(۲۰) مکتوبات نبوی از مولانا سید محبوب رضوی،(۲۱) زاد المعاد (۴) اور سیرۃ ابن ہشام (۲۲) کے حوالہ جات کتاب میں ملتے ہیں مگر فہرست مصادر میں یہ موجود نہیں۔

۵۔ کتاب میں طباعت کی غلطیاں موجود ہیں مثلاً آپ کے پاس نہیں دو بار لکھا ہے۔(۲۳) مجھول کی جگہ مجمول(۲۴)، مطبعہ کو مطبقہ (۲۵) اور ابن سعد کی بجائے ابن بعد لکھا ہے۔(۲۶)

نوٹ

بعض جگہ مصنف نے حواشی میں کتاب ہذا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تفصیل کے لیے اس کتاب کی دوسری جلد ملاحظہ کریں لیکن باوجود کوشش کے اس کی دوسری جلد دستیاب نہیں ہو سکی۔

علوم الحدیث

فنی، فکری اور تاریخی مطالعہ

مصنف: ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر — سن اشاعت: ۲۰۰۷ء

ناشر: نشریات اردو بازار، لاہور — صفحات: ۹۸۹

کتاب ہذا ضخیم اور جامع نوعیت کی ہے مصنف نے متعلقہ مباحث کو تفصیل سے سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ حرف اول معروف سکالر پروفیسر عبد الجبار شاکر نے لکھا ہے جس میں حدیث کی ضرورت واہمیت، اس کی حفاظت و تبلیغ سے متعلق حضورؐ کے فرامین، حفاظت کے ذرائع اور کتاب ہذا کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ باب اول میں اصطلاحات حدیث کے لغوی واصطلاحی مفاہیم، قرآن وحدیث میں لفظ سنت کے استعمالات، دلائل نقلیہ (آیات واحادیث) کے ذریعے حدیث کی ضرورت واہمیت، اجازت و ممانعت کتابت حدیث سے متعلق روایات کے مفاہیم اور ان کی اسانید کے حوالے سے کلام کر کے کتابت حدیث کا جواز ثابت کیا گیا ہے۔ باب دوم میں سند اور متن کا مفہوم، سند کی اہمیت، آغاز و ارتقاء، تحریک استشراق کا تعارف اور سند حدیث سے متعلق مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ باب سوم میں طالب حدیث اور محدث کے آداب، اوصاف، فرائض، صحابہ اور عدالت کے لغوی و اصطلاحی معانی، آیات مبارکہ، احادیث نبویہ، اقوال صحابہ اور ائمہ کی روشنی میں صحابہ کی عدالت کا اثبات، اس پر اہل سنت وجماعۃ کا اجماع، معرفۃ الصحابۃ پر لکھی جانے والی کتب، فن اسماء الرجال، علم جرح وتعدیل، فن تخریج حدیث، علم الانساب، علم معرفۃ الاسماء والکنی، علم معرفۃ الالقاب اور علم طبقات سے متعارف کروایا گیا ہے۔ باب چہارم میں کتب حدیث کی چونتیس اقسام بیان کر کے ہر قسم پر لکھی جانے والی کتب ذکر کی گئی ہیں۔ باب پنجم میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، شام، مصر، یمن اور برصغیر کے مراکز حدیث، ان کے محدثین کا تعارف اور پہلی سے چھٹی صدی ہجری تک اندلس کے محدثین کی خدمات ذکر کی گئی ہیں۔ حدیث کی اہمیت، مقاصد، تدریسِ حدیث کا ارتقائی جائزہ، برصغیر میں رائج نصاب تعلیم، مدارس دینیہ (مدرسہ دیوبند، جامعہ نعیمیہ اور اہلحدیث مدارس) کا نصاب وتدریسی اسالیب کی وضاحت اور اسی خطۂ ارض کی نامور شخصیات کی تدریسِ حدیث کی کیفیات، عصر حاضر میں جدید تدریسی سہولتوں کا ذکر اور برصغیر میں تدریسِ حدیث کے اثرات بیان کیے گئے ہیں۔ باب ششم میں دور نبوی سے لے کر عصر حاضر تک فتنہ انکار حدیث کا تاریخی ارتقاء، منکرین حدیث کے مختلف گروہ، فتنہ انکار حدیث کے اسباب، برصغیر کے مشہور منکرین حدیث کا تعارف، ان کے مراکز اور فتنہ انکار حدیث کے رد میں لکھی جانے والی کتب کی فہرست اور ان کا مواد شائع کرنے والے اداروں اور رسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ خوارج کی لغوی و اصطلاحی تعریف، تاریخی پس منظر، مشہور فرقے، خصوصی اوصاف واعتقادات، مؤقف، ان کی روایات قبول کرنے کے اسباب کے حوالے سے ائمہ متقدمین کی آراء، امام بخاریؒ کے خارجی راویوں (عمران بن حطان اور ولید بن کثیر) سے روایت لینے اور ان کی حیثیت واضح کرنے کے حوالے سے مفصل بحث کی گئی ہے۔ شیعہ کی تعریف، ان کے اصول رواۃ، مشہور فرقے، ان کی کتب حدیث اور کتب رجال کا تعارف کرایا گیا ہے۔ معتزلہ کی تعریف، تاریخی تسلسل و پس منظر، ان کے ظہور کے عوامل اربعہ، فرقے، اصول خمسہ، اموی اور عباسی دور کے مختلف خلفاء کے عہد میں معتزلہ کا اقتدار وزوال، تحریک معتزلہ کی ناکامی

کے اسباب، معتزلی مسلک کی کتب، ان کی تردید میں لکھی جانے والی اہل سنت کی تصانیف، حدیث نبوی اور صحابہ کرام کے متعلق ان کی آراء، لفظ استشراق اور مستشرق کی وضاحت، تحریک استشراق کا آغاز وارتقاء، چند معروف مستشرقین کے نام، ان کے مقاصد، حدیث نبوی کے بارے میں ان کے خصوصی اہداف اور طریق کار، مستشرقین کے حدیث نبوی پر کیے گئے اعتراضات کی تردید، تدوین حدیث کے ضمن میں گولڈ زیہر کے اعتراضات کے جوابات، مولانا امین احسن اصلاحی کا نظریۂ حدیث، اصول تفسیر میں سنت متواترہ اور احادیث کا مقام، نسخ قرآن بذریعہ احادیث میں مولانا اصلاحی کا نقطۂ نظر، ان کا احادیث کی من مانی تشریح کرنا اور تفسیر قرآن میں حدیث سے بے اعتنائیت وغیرہ باب ہذا کے دیگر مشتملات ہیں۔

اسلوب

۱۔ فہرست مضامین دی گئی ہے۔

۲۔ آیات واحادیث غیر معرب ہیں اور ترجمہ بین القوسین دیا گیا ہے۔ نیز عربی اقتباسات درج کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۳۔ پہلی بار استفادہ کرتے ہوئے کسی کتاب کا مکمل حوالہ دیا ہے۔

۴۔ لغوی مفاہیم بحوالہ دینے کا اہتمام ہے نیز حوالہ جات ہر باب کے آخر میں درج ہیں۔

۵۔ فارسی وعربی اشعار سے استدلال کیا گیا ہے۔ البتہ زیادہ تعداد عربی اشعار کی ہے۔

۶۔ بعض مباحث کا اختتام خلاصہ بحث پر کیا گیا ہے جیسے حدیث کی ضرورت واہمیت اور حجیت بیان کرنے کے بعد خلاصہ بحث دیا ہے۔

۷۔ مصنفین کے سن وفات درج کیے گئے ہیں۔

۸۔ علوم حدیث سے متعلقہ مختلف کتب کا ذکر کرتے ہوئے ان کا ماخذ بھی بیان کیا ہے۔ جیسے کتب معرفۃ الصحابہ (۲۷) اور کتب مسانید وغیرہ۔ (۲۸)

۹۔ اصطلاحات حدیث متن (۲۹)، سنت (۳۰)، اثر (۳۱) اور خبر (۳۲) وغیرہ کی کم از کم دو دو اصطلاحی تعریفیں ذکر کی گئی ہیں۔

۱۰۔ بعض مقامات پر عربی عبارات نقل کرنے کے بعد مصنف نے اپنی رائے یا نتیجہ بھی بیان کیا ہے جیسے صحیح بخاری کے خارجی راویوں عمران بن حطان اور ولید بن کثیر کی حیثیت کے بارے میں ائمہ متقدمین کی آراء نقل کرنے کے بعد نتیجہ اخذ کیا ہے۔ (۳۳)

۱۱۔ فہرست مصادر دی گئی ہے۔ جس میں کتب، مطابع اور سن اشاعت دیئے گئے ہیں نیز مخطوطات، مجلات اور رسائل کی فہرست آخر میں الگ سے دی گئی ہے۔

خصوصیات

۱۔اجازت و ممانعت کتابت حدیث والی روایات کی اسانید اور مفاہیم پر تبصرہ کرنا مصنف کا منفرد اسلوب اور اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔

۲۔مسانید، مستدرک، مستخرج، غریب الحدیث، علم الاطراف،الامالی،الاجزااور المصنف پر لکھی جانے والی کتب اور ان کے مؤلفین کا تعارف کرانا کتاب کی ایک اہم خوبی ہے۔

۳۔مستشرقین کے اعتراضات کو انہی کے الفاظ میں من و عن انہی کی کتب کے حوالوں سے نقل کیا گیا ہے۔

۴۔کتاب کی سرخیوں اور مواد میں ربط پایا جاتا ہے نیز ابواب اور ان کے ذیلی مباحث بھی باہم مربوط ہیں۔

۵۔کتاب میں بہت سے مباحث ایسے ہیں جو علوم حدیث سے متعلق دیگر کتب میں نہیں پائے جاتے جیسے سند حدیث کے حوالے سے اتنی تفصیل علوم حدیث کی کسی اور کتاب میں کم ملتی ہے۔ فن تخریج حدیث، علم الانساب، نقد حدیث، کتب الاطراف، کتب الامالی، المختصرات، المنتخبات پر اتنا مفصل مواد کسی اور کتاب میں راقمہ کی نظر سے نہیں گزرا۔ نیز باب پنجم اور باب ششم کے بیشتر مباحث صرف اسی کتاب میں موجود ہیں۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر نے اس کتاب کا شمار اُردو زبان میں لکھی جانے والی پانچ بہترین کتب میں یوں کیا ہے:

اردو زبان میں اگر علوم الحدیث کی پانچ بہترین کتب کا انتخاب مقصد ہو تو پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر کی یہ تالیف ان میں بآسانی شمار کی جاسکتی ہے۔۔۔اس میں اتنے متعدد اور متنوع موضوعات پر قلم اٹھایا گیا کہ جس کے باعث یہ قاموسی نوعیت کا تجربہ دکھائی دیتا ہے۔ایک ہزار صفحات کی اس تحقیقی کتاب میں چار سو کتابوں، مخطوطات اور علمی جرائد سے ۳۰۷۰ مقامات پر استفادہ کیا گیا ہے۔(۳۴)

ماخذ و مصادر

مصنف نے کتاب کی تصنیف میں بنیادی وثانوی عربی اور اردو کتب سے استفادہ کیا ہے۔ان میں سے اہم یہ ہیں۔

النہایة فی غریب الحدیث والاثر، نزہة النظر، قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث، تیسیر مصطلح الحدیث، توجیہ النظر الی اصول الاثر، تدریب الراوی، فتح الباری، الباعث الحثیث، مقدمہ ابن الصلاح، تہذیب التہذیب، معرفة علوم الحدیث، المحدث الفاصل بین الراوی والواعی، الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع، الکفایة فی اصول الروایة، تذکرة الحفاظ، لسان المیزان، سنت کی آئینی حیثیت، آثار الحدیث، علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت، حفاظت حدیث، التحدیث فی علوم الحدیث اور عظمت حدیث وغیرہ۔

تجزیہ

ا۔ یہ کتاب اگرچہ معلومات کے اعتبار سے ایک انسائیکلوپیڈیا معلوم ہوتی ہے مصنف نے اس میں حدیث کا مقام، اصطلاحات، سند، فن اسماء الرجال، علم جرح وتعدیل، فن تخریج، علم الانساب، علم معرفۃ الاسماء والکنی، علم الطبقات، علم الانساب، فتنہ انکار حدیث، مراکز حدیث، اسالیب تدریس اور تذکار محدثین و مؤلفین وغیرہ غرض حدیث کے بیسوں موضوعات کو متعدد عنوانات کے تحت تقسیم کرکے ہر بات مستند حوالے سے درج کی ہے مگر اس میں ایک کمی محسوس ہوتی ہے وہ یہ کہ مصنف نے اقسام حدیث کا ذکر نہیں کیا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ انہوں نے اپنی پہلی کتاب التحدیث فی علوم الحدیث (۳۵) میں اس حوالے سے تمام معلومات جمع کر دی ہیں۔ مناسب تھا کہ ایک باب اس حوالے سے بھی لکھ دیتے تا کہ یہ کتاب قاری کو دیگر کتب سے بے نیاز کر دیتی۔ اسی طرح بعض علوم جیسے مختلف الحدیث اور علل الحدیث بھی اس کتاب میں موجود نہیں اور علم ناسخ ومنسوخ کی بھی صرف کتب لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

۲۔ کتاب میں کہیں کہیں طباعت کی غلطیاں بھی موجود ہیں اور یہ عموماً حوالہ جات دیتے وقت کتابوں اور مصنفین کے اسماء کے سلسلے میں ہیں۔ جیسے مولانا محمد علی صدیقی کی کتاب کا نام امام اعظم اور علم الحدیث کی بجائے علوم الحدیث اور امام اعظم (۳۶)، ڈاکٹر محمود طحان کی کتاب تیسیر مصطلح الحدیث کے مترجم مظفر حسین ندوی کو منظور حسین ندوی (۳۷)، عبید اللہ اسعدی کی جگہ عبد اللہ اسعدی اور ان کی کتاب کا نام علوم الحدیث کی بجائے علم حدیث لکھا ہے۔ (۳۸)

علوم الحدیث

مصنف: محمد عبید اللہ الاسعدی	سن اشاعت: ۱۴۰۹ھ
ناشر: مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد، کراچی	صفحات: ۴۴۰

مصنف کا تعلق ضلع باندہ پورہ یوپی انڈیا سے ہے۔ موصوف وہاں کے مدرسہ جامعہ عربیہ ہتھورا میں مدرس کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ زیر استعمال نسخہ کتاب ہذا کی اشاعت سوم ہے۔ اس پر نظر ثانی مولانا حبیب الرحمن الاعظمی نے کی ہے۔ قبل ازیں دو ایڈیشن انڈیا سے شائع ہو چکے ہیں۔ کتاب مقدمہ اور چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ عرض مؤلف میں مصنف نے کتاب کی تالیف کے حوالے سے معلومات فراہم کی ہیں۔ کتاب کا مقدمہ دو فصول پر مشتمل ہے۔ ان فصول میں اصطلاحات حدیث، القاب محدثین، علوم حدیث اور علم اصول حدیث پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ باب اول مقدمہ اور تین فصول پر مشتمل ہے۔ جن میں حدیث قدسی، مرفوع، موقوف، مقطوع، متصل، مسند، خبر متواتر، خبر واحد، اعتبار، متابع، شاہد اور متابعت کی وضاحت کی گئی ہے۔ باب دوم مقدمہ اور چار فصول پر مشتمل ہے۔ جن میں قبولیت راوی کی شرائط، جرح وتعدیل کا مفہوم، جواز، کتب اور مراتب، معرفت رواۃ سے متعلق ضروری امور اور لطائف اسناد کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ باب سوم کی چار فصلوں میں تحصیل حدیث کی اہم شرائط، آداب، صورتیں اور ادائیگی کے الفاظ بیان کیے

گئے ہیں۔ حدیث کے ضبط اور تحریر و تصنیف سے متعلق ابحاث اور روایت حدیث کی کیفیت و شرائط کا بیان بھی باب سوم میں شامل ہے۔ باب چہارم کی بھی چار فصول ہیں۔ جن میں فن اسباب حدیث کا تعارف، شریعت میں حدیث کا مقام، حدیث کے ذریعہ تشریح قرآن کی کیفیت، علم فقہ الحدیث کا مفہوم اور مقام و مرتبہ جیسے مباحث زیر بحث لائے گئے ہیں۔ باب پنجم ایک مقدمہ اور پانچ فصول پر مشتمل ہے۔ اس باب میں تدوین حدیث کی تاریخ، کتب حدیث کی مختلف اقسام، مؤلفات ائمہ ثلاثہ، اصولِ حدیث، رجال، غرائب الحدیث، موضوعات، متون، اربعیات، اطراف، شروح اور تخریجات سے متعلق علمائے ہند کی تالیفات ذکر کی گئی ہیں۔ باب ششم کی دو فصول تخریج احادیث کی توضیح اور سند و روات حدیث کے نقد کے طرق سے متعلق ہیں۔

اسلوب

۱۔ آغاز میں مضامین کی فہرست بندی کی گئی ہے۔

۲۔ مصنف نے ابواب و فصول بندی کے ذریعہ علوم حدیث کے مباحث کی وضاحت کی ہے۔

۳۔ اسلوب انتہائی سادہ، سہل اور سلیس ہے۔ طلباء اور مدرسین کے لیے یکساں مفید ہے۔

۴۔ آیات واحادیث معرب مع ترجمہ اور بحوالہ دی گئی ہیں لیکن عربی اقتباسات نقل نہیں کیے گئے۔

۵۔ محدثین و مؤلفین کے اسماء گرامی کے ساتھ ان کے سن وفات درج کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

۶۔ حوالہ جات اور قابل توضیح نکات کی وضاحت حواشی میں کی گئی ہے۔

۷۔ کتاب کے آخر میں فہرست مصادر موجود ہے۔

خصوصیات

۱۔ اردو ذخیرۂ کتب میں یہ کتاب نہایت مفید، قابل قدر اور جامع اضافہ ہے۔ مصنف نے تحقیقی انداز اختیار کرتے ہوئے اسلاف کے غور و فکر پر مبنی سرمایے کو ایک اچھی کاوش کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ان کی یہ کاوش نقل محض نہیں بلکہ اس میں حاصل مطالعہ کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔

۲۔ تمام متعلقہ مباحث اور عنوانات کا جامع انداز میں احاطہ کیا گیا ہے۔ مصنف نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ زیر بحث موضوع کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہے۔ اصطلاحات حدیث کو نہایت واضح اور قابل فہم بنا کر بیان کیا ہے۔ ہر اصطلاح کی لغوی و اصطلاحی تعریف، اقسام و شرائط، حکم اور مثال کے ذریعے وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی متعلقہ کتب کا بھی بیان ہے جیسا کہ خبر متواتر کے تحت اس کی لغوی و اصطلاحی تعریف، شرائط، حکم، دیگر اقسام کی امثلہ کے ساتھ وضاحت کرنے کے بعد متعلقہ کتب بھی ذکر کی گئی ہیں۔(۳۹)

۳۔ ہر موضوع کو مختلف جلی، ذیلی عناوین اور دفعات کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔ جس سے علم حدیث جیسا ثقیل موضوع قاری کے لیے سہل اور قابل فہم ہو گیا ہے اور اس میں دلچسپی بھی برقرار رہتی ہے نیز ایسا انداز حفظ وضبط کے لیے بھی مؤثر ہے۔

۴۔ قارئین کی تفہیم میں آسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اقسام حدیث کو جدول کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

۵۔ بعض ابواب کے آغاز میں مقدمہ لکھنا موصوف کا منفرد اسلوب ہے۔

۶۔ افکار و نظریات کے ذکر کے سلسلہ میں فقہائے احناف کے مؤقف کی تائید ملتی ہے۔

۷۔ ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر نے اپنی کتاب علوم الحدیث فنی، فکری اور تاریخی مطالعہ میں کتاب ہذا سے استفادہ کیا ہے۔

۸۔ کتاب کا تین مرتبہ شائع ہونا اس کے مقبول ہونے کا ثبوت ہے۔

ماخذ و مصادر

کتاب کے ماخذ و مصادر بنیادی ہیں۔ مثلاً مقدمه ابن الصلاح، جامع بيان العلم و فضله، الرسالة، نزہة النظر، تدريب الراوی، الكفايه فی علم الرواية، معرفة علوم الحديث، ميزان الاعتدال اور فتح المغيث وغیرہ۔ البتہ نزہة النظر اور تدريب الراوی کے حوالے بکثرت ملتے ہیں۔

تجزیہ

۱۔ تحقیقی انداز غالب ہونے کے باوجود اس کے تقاضے مکمل طور پر پورے نہیں کیے گئے۔ مثلاً

i۔ احادیث کا حوالہ دیتے وقت تحقیقی انداز ملحوظ نہیں رکھا گیا اور اکثر و بیشتر مقامات پر صرف کتب احادیث کے نام ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

ii۔ حوالہ دیتے ہوئے اصل عبارت نقل کرنے کی بجائے زیادہ تر اس کا مفہوم درج کیا گیا ہے۔

iii۔ حوالوں کے اہتمام کے باوجود بعض مقامات پر اس سے کلی طور پر اعراض بھی کیا گیا ہے مثلاً علم مختلف الحدیث اور ناسخ و منسوخ کے لغوی و اصطلاحی معانی بغیر حوالے کے درج ہیں۔(۴۰) اسی طرح بعض مقامات پر ائمہ محدثین کے اقوال تو نقل کیے گئے ہیں مگر حوالہ نہیں دیا گیا جیسے علم ناسخ و منسوخ کی صعوبت کے بارے میں امام زہریؒ کا قول بغیر حوالہ کے ہے۔(۴۱)

۲۔ کہیں کہیں طباعت کی معمولی اغلاط بھی موجود ہیں۔ جیسے

تحصیل حدیث کے اہم شرائط و آداب میں کی کی بجائے کے لکھا ہے۔(۴۲)

علوم الحدیث

مصنف: مولانا شاہ محمد عزالدین میاں صاحب پھلواروی سن اشاعت: س۔ن

ناشر: نگینہ پریس، لاہور صفحات: ۱۶۸

مصنف شاہی مسجد لاہور کے خطیب تھے۔ صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ کتاب پر سن اشاعت نہیں لکھا گیا لیکن مصنف نے مقدمہ ۱۳۵۴ھ میں لکھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب تقریباً آٹھ دہائیاں قبل لکھی گئی۔ غالباً علوم الحدیث پر لکھی جانے والی یہ سب سے پہلی کتاب ہے۔ مصنف خود مقدمہ میں لکھتے ہیں:

اس موضوع پر اردو زبان میں اب تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اور اگر لکھی گئی ہے تو میری نظر سے نہیں گزری، اس لیے اس کا اردو ہی میں لکھا جانا اشد ضروری تھا۔(۴۳)

زیر استعمال نسخہ محمد حسین وردی پرنٹر نے شاہی مسجد لاہور سے شائع کیا۔ اب یہ کتاب ناپید ہے۔ جامعہ پنجاب لاہور کی مرکزی لائبریری میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ کتاب کا آغاز مقدمہ سے کیا گیا ہے۔ اس میں مصنف نے علم حدیث کی ضرورت واہمیت، اس کی حفاظت میں ائمہ محدثین کی مساعی جمیلہ اور اس کتاب کی وجہ تالیف کا تذکرہ کیا ہے۔ آغازِ کتاب میں حضورؐ کے فرائض منصبی، نبی ﷺ کے کلام کے وحی خفی پر مبنی ہونے کی وضاحت، سنت کا مفہوم، غرض وغایت، علم روایۃ ودرایۃ الحدیث کی تعریف، تدوین حدیث کا آغاز وارتقاء، دوسری، تیسری اور چوتھی صدی ہجری کی مشہور ومعروف کتب حدیث کے نام دیئے گئے ہیں۔ مؤطا امام مالک کا تعارف کراتے ہوئے اس کی مختلف شروح، اختصارات اور ان کی مختلف اغراض، محدثین کے کتب حدیث کی تدوین میں اختیار کردہ اسالیب، روایت حدیث میں صحابہ کے مسالک و محتاط روش، روایت حدیث کے اعتبار سے صحابہ کے طبقات، فروع میں صحابہ اور تابعین کا اختلاف، اخذ حدیث میں ائمہ اربعہ کے اصول، ان کا اختلاف اور اس کے اسباب ذکر کیے گئے ہیں۔ کتب صحاح ستہ، مستدرک حاکم، مسند امام احمد بن حنبل، کتاب الام اور سنن دارمی کا تعارف کرایا گیا ہے۔ علم اطراف کی تعریف، اس فن پر لکھی جانے والی کتب، صحاح ستہ کی احادیث کی جامع اور احکام سے متعلق کتب بیان کی گئی ہیں۔ ابن حزمؒ اور شاہ ولی اللہؒ کے کتب حدیث کے طبقات ذکر کرنے کے بعد ان دونوں کے طبقات کا باہمی موازنہ پیش کیا گیا ہے۔ غریب الحدیث، رجال الحدیث، اسماء الصحابۃ، جرح وتعدیل، اسماء، کنیتیں اور القاب کی شناخت، مؤتلف، مختلف، متفق، مفترق اور مشتبہ اسماء وانساب، ناسخ الحدیث ومنسوخہ، تلفیق الحدیث، علل الحدیث، مصطلح الحدیث، الاسناد، شرح الحدیث اور موضوعات حدیث جیسے علوم کا تعارف کرایا گیا ہے۔

اسلوب

۱۔ کتاب کا اسلوب سادہ، سلیس اور عام فہم ہے۔ دقیق الفاظ وعبارات کا استعمال نہیں کیا گیا۔

۲۔ فہرست مضامین دی گئی ہے۔

۳۔ مصنف نے کتاب ہذا میں مضامین کو مختلف ابواب اور فصول میں تقسیم کرنے کے روایتی طریقہ کی پیروی نہیں کی۔ بلکہ مختلف عناوین قائم کر کے ان پر بحث کی ہے چونکہ اردو زبان کی یہ اولین کتب میں سے ہے اور کسی بھی فن میں ابتدائی کتب کا انداز شاید یہی ہوتا ہے کہ معلومات کو یکجا کر دیا جائے لہذا اس پہلو سے یہ کتاب بہت اہمیت کی حامل ہے۔

۴۔ آیات واحادیث معرب، غیر معرب، مترجم اور غیر مترجم ہر دو طریقے سے درج ہیں۔ نیز عربی اقتباسات نقل کرنے کا اہتمام نہیں ہے۔

۵۔ حوالہ جات بعض مقامات پر عبارت کے ساتھ اور بعض پر حواشی میں درج ہیں۔

۶۔ قابل توضیح نکات کی وضاحت حواشی میں کی گئی ہے۔

۷۔ مصنفین کے سن وفات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۸۔ بعض مباحث کے آخر میں خلاصہ کلام دیا گیا ہے جو ایک عمدہ کاوش ہے۔

۹۔ مختلف علوم کے تعارف کے تحت صرف ان کی تعریفیں اور متعلقہ کتب کا ذکر کیا گیا ہے۔ البتہ علم جرح وتعدیل اور علم موضوعات الحدیث کا تفصیلاً تعارف کروایا گیا ہے۔

خصوصیات

ا۔ کتاب ہذا علوم حدیث کے تعارف میں ایک قابل قدر کوشش ہے اور ابتدائی کاوش ہونے کے ناطے ایک مستحسن اقدام ہے۔ اس میں علم حدیث کی درجہ بدرجہ تاریخ اور خصوصیت کے ساتھ اپنے عہد کی اہم بحث ضرورت و مقام حدیث کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ حجیت حدیث کے ضمن میں منکرین کے اعتراضات کے عقلی اور نقلی جوابات دینے پر کافی محنت صرف کی گئی ہے۔

۳۔ حدیث کی معروف کتب خصوصاً صحاح ستہ، ان کی شروح، اختصارات، تعلیقات اور مستخرجات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے جس سے ان کے متعلق معلومات کا ایک ذخیرہ حاصل ہو جاتا ہے۔

۴۔ فاضل مصنف بعض ایسے موضوعات کو بھی زیر بحث لائے ہیں جو ہمیں فن کی عام کتب میں نہیں ملتے جیسے فروع میں صحابہ وتابعین کے اختلافات کے اسباب، اخذ حدیث میں ائمہ کے اصول اور اختلافات کے اسباب وغیرہ۔

۵۔ مصنف کا اس طرف اشارہ کرنا کہ وہ تمام آیات مبارکہ جن میں اطاعت رسول کا حکم آیا ہے وہ ساری مدنی سورتوں کی ہیں، ایک لطیف وعلمی بات ہے۔

۶۔ سالم قدوائی نے اپنی کتاب علم حدیث اور چند اہم محدثین میں کتاب ہذا سے استفادہ کیا ہے۔

ماخذ و مصادر

مصنف نے اس کتاب میں کشاف اصطلاحات الفنون، حجة الله البالغة، ازالة الخفاء، الاصابة فی تمییز الصحابة، تنقیح الانظار کتاب الضعفاء اور تاریخ الخلفاء جیسی بنیادی کتب سے استفادہ کیا ہے۔

تجزیہ

۱۔آیات قرآنیہ پر اعراب کا اہتمام نہیں کیا گیا جس سے عربی زبان سے ناواقف قارئین کے لیے مشکل اور بعض اوقات فحش غلطیوں کا امکان ہے۔البتہ دلائل کے ضمن میں آیات کا ایک بہت ذخیرہ ہے۔

۲۔چند ایک مقامات پر آیات قرآنیہ کی صحت کا بھی التزام نہیں کیا گیا۔ مثلا صفحہ نمبر ۲۳ پر ایک حوالہ ان الفاظ میں مذکور ہے۔

نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ عَلٰى قَلْبِكَ

مذکورہ الفاظ قرآن مجید کی کسی بھی آیت کا متن نہیں البتہ سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۱۹۳، ۱۹۴ یوں ہے

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِك

اسی طرح صفحہ ۲۸ پر وَلَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ذکر کیا گیا ہے، جبکہ اصل متن میں واو مذکور نہیں۔

۳۔کتاب میں بعض جگہوں پر ایسے واقعات کی طرف محض اشارہ کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے جن سے عام لوگ واقف نہیں اور انہیں صاحب علم ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً فروع میں صحابہ وتابعین کے اختلاف کے ضمن میں لکھتے ہیں:

حضرت عمرؓ کا غرہ کے معاملہ میں لوگوں سے سوال کرنا، پھر مغیرہ بن شعبہؓ کی بات تسلیم کرنا اسی طرح وباء (طاعون) اور قصہ مجوس کے بارے میں عبد الرحمن بن عوف کی طرف رجوع کرنا اور حضرت ابو موسیٰؓ کا عمرؓ کے دروازے سے واپس آنا۔(۴۴)

۴۔مولانا نے جن کتب سے استفادہ کیا ہے ان کے محض نام یا مصنف کا نام ہی حوالہ کے طور پر دیا ہے تفصیلی حوالہ جات (صفحہ نمبر، جلد نمبر) ذکر نہیں کیے۔ مثلاً صفحہ نمبر ۱۹ پر لفظ حکم کی وضاحت دیکھئے۔

اسی طرح صفحہ نمبر ۴۴ پر لکھتے ہیں۔

حدیث کی تدوین سب سے پہلے ابن شہاب زہری نے عمر بن عبد العزیز کے زمانہ خلافت میں کی۔

اپنی اس بات کی دلیل کے طور پر وہ حلیۃ الاولیاء سے ابو نعیم کا ایک قول نقل کرتے ہیں۔ لیکن یہاں بھی صرف کتاب کا نام ذکر کیا گیا ہے۔اسی طرح اقوال صحابہ نقل کرتے ہوئے بھی حوالہ نہیں دیا گیا۔

۵۔ابن حجرؒ کے مقدمہ اصابہ سے اقتباس نقل کیا۔اس کی عربی عبارت کی پہلی اڑھائی سطروں کا ترجمہ آخر میں دیا۔(۴۵)

۶۔ شاہ ولی اللہؒ کی کتاب ازالۃ الخفا کا فارسی اقتباس درج کرنے کے بعد ترجمہ نہیں کیا گیا۔ (۴۶) جس سے ایک عام قاری کو دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۷۔ یہ کتاب اگرچہ علوم حدیث کے عنوان سے ہے مگر اس میں اقسام اور مصطلحات حدیث جیسے موضوعات شامل نہیں ہیں۔

۸۔ مصادر کی فہرست نہیں دی گئی اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اس بات کا اہتمام مصنف کے دور میں نہیں کیا جاتا تھا۔

۹۔ کتاب میں طباعت کی بہت سی غلطیاں ہیں۔ اس کی چند ایک مقامات سے نشاندہی کی جا رہی ہے۔

ضروری کی جگہ ضرور (۴۷)، تنہا کو نتہا (۴۸)، معضل کی بجائے مفصل (۴۹) اور ابراہیم کی جگہ ابراہم (۵۰) لکھا ہے۔

علوم الحدیث

مترجم: محمد رفیق چودہری		سن اشاعت: ۱۹۸۹ء

ناشر: اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور		صفحات: ۳۵۶

کتاب ہذا ڈاکٹر صبحی صالح کی مایہ ناز تصنیف علوم الحدیث و مصطلحہ کا ترجمہ ہے۔ ۳۵۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ادارہ منشورات الرضی۔ قم۔ منشورات دار الکتاب الاسلامی سے ۱۳۶۳ھ میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کی اہمیت وافادیت اس بات سے عیاں ہے کہ علوم حدیث کی اکثر و بیشتر قدیم و جدید کتب الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع، المحدث الفاصل بین الراوی والواعی، معرفۃ علوم الحدیث، الکفایۃ فی علم الروایۃ، شرح نخبۃ الفکر، تدریب الراوی، الباعث الحثیث، فتح المغیث اور تہذیب التہذیب کے مباحث کا نچوڑ اس میں موجود ہے۔ اس کا پانچ مرتبہ طبع ہونا ظاہر کرتا ہے کہ یہ عام وخاص ہر طبقے سے پسندیدگی کا خراج وصول کر چکی ہے۔ لائق مصنف نے اس کی تالیف میں بڑی محنت سے کام لیا ہے اور مواد کی فراہمی نیز مستشرقین کی آراء کی تردید میں متعدد مخطوطات سے نقول واستشہاد کیے ہیں اس لحاظ سے اس کی علمی قیمت بہت بڑھ گئی ہے اور یہ قابل تعریف تحقیقی کارنامہ ہے۔ طلب حدیث میں ترک وطن کے ضمن میں کثرت اسفار کی وجہ سے احادیث پر مرتب ہونے والے اثرات بیان کرنا، حافظ کی خصوصیات بالتفصیل ذکر کرنا، روایت و درایت کی وضاحت کرنا، ابن عیینہ اور ہشیم جیسے عظیم محدثین کا تدلیس کا مرتکب ہونا اور صحیحین کے مدلسین کے بارے میں ائمہ محدثین کی آراء ذکر کرنا نیز حواشی میں ائمہ کا مختصر تعارف کرانا اس کتاب کو دیگر کتب سے منفرد بناتا ہے۔ کتاب کی ان جملہ خصوصیات کی بناء پر دو احباب نے اردو ترجمہ کے لیے اس کا انتخاب کیا ہے اور یہ اس کا پہلا ترجمہ ہے۔

مترجم نے کتاب کو تیرہ فصول میں تقسیم کیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں ناشر (ابوالمؤمن منصور احمد) نے دیگر عربی کتب کے شائع کردہ تراجم کا ذکر کیا ہے۔ دیباچہ میں مترجم نے صبحی صالح کی کتاب کی اہمیت بیان کی ہے۔ مقدمہ میں مصنف کی طرف سے اس کتاب کی ضرورت واہمیت اور مشتملات پر اجمالاً روشنی ڈالی گئی ہے۔

فصل اول میں ظہور اسلام سے قبل عربوں کی کتابت سے آشنائی، عہد رسالت میں قلت کتابت کے اسباب، تحریر کردہ صحائف اور تدوین حدیث کے بارے میں مستشرقین کا مؤقف، حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کا روایت حدیث میں محتاط رویہ اور صحابہ کی کتابت حدیث سے ناپسندیدگی کی وجہ، تابعین کی کتابت حدیث سے کراہت کی وجوہات، کتابت کے جواز کا بیان اور تدوین حدیث کے ضمن میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مساعی جمیلہ بیان کی گئی ہے۔ فصل دوم میں علم حدیث کے ارتقاء پر ماحول کا اثر، حصول حدیث کے لیے راویان حدیث کے اسفار اور وحدت نصوص پر کثرت اسفار کے اثرات بھی بیان کیے گئے ہیں۔ بعض محدثین کا حدیث کو ذریعہ معاش بنانا اور دیگر محدثین کا ان کی اس روش کی مخالفت کرنا نیز روایت حدیث کے ضمن میں سہل انگاری سے کام لینے والوں کے خلاف محدثین کی مساعی جمیلہ ذکر کی گئی ہے۔ فصل سوم میں چھٹی اور ساتویں صدی ہجری کے چند مدارس حدیث کا ذکر اور محدثین کے القاب کی وضاحت کی گئی ہے۔ عہد صحابہ، تابعین اور اتباع تابعین میں اکثر رواۃ کا روایت باللفظ پر عمل پیرا ہونے کا ذکر ہے اور روایت بالمعنی کے جواز کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔ فصل چہارم میں تحمل واداے حدیث اور روایت حدیث کے طریقوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ فصل پنجم میں روایت حدیث، درایت حدیث، راوی، مروی، احوال راوی اور احوال مروی جیسی اصطلاحات نیز علم جرح و تعدیل، رجال الحدیث، مختلف الحدیث، علل الحدیث، غریب الحدیث اور ناسخ و منسوخ کا تعارف کرایا گیا ہے۔ فصل ششم میں حدیث، سنت، خبر، اثر اور حدیث قدسی کی وضاحت کی گئی ہے۔ فصل ہفتم میں قبولیت راوی کی شرائط، فصل ہشتم میں حدیث مقبول، مردود اور موضوع اور فصل نہم میں صحیح، متواتر، غریب اور مشہور حدیث کا بیان ہے۔ فصل دہم میں حدیث حسن، ضعیف، مرسل، منقطع، معضل، مدلس، معلل، مضطرب، مقلوب، شاذ، منکر اور متروک کی وضاحت کی گئی ہے نیز حدیث کے ایسے القاب ذکر کیے گئے ہیں جن میں صحیح اور حسن سب شامل ہیں۔ گیارہویں فصل میں ان نکات کی وضاحت کی گئی ہے کہ کیا موقوف اور مقطوع روایات کو ضعیف قرار دیا جا سکتا ہے؟ ضعیف احادیث کی روایت کا شرعی جواز کیا ہے اور کیا ان پر عمل کرنا جائز ہے؟ بارہویں فصل میں صحیح، حسن اور ضعیف کی مشترک اقسام حدیث کی وضاحت کی گئی ہے نیز وضع حدیث کا آغاز وارتقاء، حدیث موضوع کی پہچان کے طریقے، وضع حدیث کے اسباب اور اس فن پر لکھی جانے والی چند معروف کتب کا ذکر کیا گیا ہے۔ تیرہویں فصل میں کتب حدیث کی اقسام اور طبقات بیان کیے گئے ہیں۔ نیز اس زعم باطلہ کی

تردید کی گئی ہے کہ اصول حدیث کی بنیاد متن حدیث کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اسانید پر رکھی گئی ہے۔ مصنف نے بڑے ٹھوس شواہد سے ثابت کیا ہے کہ فن اصول حدیث میں سند و متن دونوں کو یکساں اہمیت حاصل ہے۔

مترجم کا اسلوب

مترجم نے قارئین کے سہولت کے لیے آیات واحادیث اور بعض اقسام واصطلاحات حدیث کی تعریفوں کا متن معرب دیا ہے نیز ایک جگہ بغیر صراحت کے فارسی مصرع کا اضافہ بھی کیا ہے۔(۵۱)

مترجم اور مصنف کے اسلوب کا فرق

کتاب کے عربی متن اور ترجمہ کی بالاستیعاب ورق گردانی سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ مترجم نے کتاب کو اردو قالب میں ڈھالنے کے ساتھ ساتھ مصنف کے اسلوب میں درج ذیل تبدیلیاں بھی کی ہیں۔

۱۔ مترجم نے کتاب کو تیرہ فصول میں تقسیم کیا ہے جب کہ مصنف نے فصول بندی کا التزام نہیں کیا۔

۲۔ مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ ائمہ محدثین کا تعارف حواشی میں کرایا ہے اگر کسی امام کے ذکر کی تکرار ہوتی ہے تو مصنف حواشی میں لکھتے ہیں کہ دیکھیے صفحہ فلاں اسی طرح کسی اصطلاح کے دوبارہ ذکر پر بھی مذکورہ بالا اسلوب اختیار کیا ہے مگر مترجم نے اس بات کا اہتمام نہیں کیا اور اگر بعض مقامات پر اہتمام کیا بھی ہے تو صرف یہ بتانے پر اکتفاء کیا ہے کہ اس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ لیکن کس مقام پر گذرا ہے گذشتہ اندارج کا حوالہ نہیں دیا نیز مصنف نے حواشی میں مستشرقین کی کتب کے حوالہ جات دیئے ہیں مگر مترجم نے اس کا بھی بہت کم اہتمام کیا ہے۔

۳۔ مصنف کے خاتمہ کی سرخی کے تحت دیئے گئے مواد کو مترجم نے روایت ودرایت کے عنوان کے تحت درج کیا ہے۔

۴۔ مصادر میں انگریزی کتب اور فہرست اعلام ترجمہ میں موجود نہیں ہیں۔

۵۔ اصل کتاب سے حوالہ جات نقل کرتے ہوئے بھی بعض مقامات پر ردوبدل کیا گیا ہے جیسے

i۔ مصنف نے الکفایہ کا حوالہ دیتے وقت صفحہ نمبر ۲۹۱ لکھا جب کہ مترجم نے ۱۹۱ دیا ہے۔(۵۲) نیز سعید بن مسیب کا سن وفات ۹۴ھ کی بجائے ۱۰۵ھ لکھا ہے اور حوالہ طبقات ابن سعد کی جگہ تذکرۃ الحفاظ کا دیا ہے۔(۵۳)

ii۔ مصنف کی بحوالہ دی گئی بعض عبارات کو مترجم نے بغیر حوالہ کے درج کیا ہے۔(۵۴)

iii۔ بعض مقامات پر مصنف کے دیئے گئے مکمل حوالہ جات بھی مترجم نے نقل نہیں کیے۔(۵۵)

ترجمہ کا معیار

ترجمہ سلیس، بامحاورہ اور شستہ ہے۔ مترجم نے نہایت عمدہ الفاظ کا انتخاب کیا ہے اور دقیق الفاظ سے حتی المقدور اجتناب کیا ہے۔ تاہم بعض مقامات پر ترجمہ عربی متن کی صحیح طور پر عکاسی نہیں کر سکا جیسے

اثر ھذہ الرحلات فی التوحید النصوص والتشریعات(۵۶) کا ترجمہ کثرت سفر کے دینی اثرات (۵۷) اور دور الحدیث و أثرھا فی الرحلۃ والطلب (۵۸) کا ترجمہ مدارس حدیث اور القاب محدثین (۵۹) کیا گیا ہے۔

تجزیہ

کتاب میں کتابت کی بہت اغلاط موجود ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

تدریب الراوی کی جگہ تدیب الراوی (۶۰) اور الباعث الحثیث کو الباحث الحثیث (۶۱) لکھا ہے۔

علوم الحدیث

مترجم: غلام احمد حریری سن اشاعت: ۲۰۰۴ء

ناشر: ملک سنز ناشران وتاجران کتب، کارخانہ بازار، فیصل آباد صفحات: ۵۲۰

یہ کتاب صبحی صالح کی کتاب علوم الحدیث و مصطلحہ کا دوسرا ترجمہ ہے۔ مترجم نے اسے پانچ ابواب میں تقسیم کرتے ہوئے دو ابواب چہارم اور پنجم کا اضافہ کیا ہے۔ حرف آغاز میں مترجم نے حدیث اور صبحی صالح کی کتاب کی اہمیت بیان کی ہے۔ اس کتاب کے مشتملات پہلے کیے گئے ترجمہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ (۶۲) یہاں صرف مترجم کے اضافہ کردہ ابواب اور ان کے مشتملات کی نشاندہی کی جائے گی۔

باب چہارم کی چار فصول ہیں۔ فصل اول میں اطاعت رسول، اتباع سنت اور حدیث نبوی کی تشریعی حیثیت بیان کی گئی ہے۔ فصل دوم میں حلت و حرمت کے اثبات میں کتاب و سنت کی یکسانیت، غیر مجتہد کے لیے حدیث پر عمل کرنے کا جواز، فقہی مذاہب کا آغاز، ائمہ اربعہ کا تمسک بالحدیث، خبر واحد اور خبر مختف بالقرائن کی حجیت بیان کی گئی ہے۔ نیز اس نکتہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ حدیث دانی میں تمام صحابہ یکساں نہ تھے۔ فصل سوم میں علم فقہ، تفسیر اور نحو پر حدیث کے اور ادبی علوم پر اسانید محدثین کے اثرات بیان کیے گئے ہیں۔ نیز اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ روایت مع الاسناد کا آغاز سب سے پہلے حدیث نبوی کی نقل و روایت میں ہوا۔ فصل چہارم میں متقدمین علمائے نحو کا اشعار سے احتجاج اور احادیث کو نظر انداز کر کے ان سے احتجاج نہ کرنے کی وجوہات کے بیان کے بعد ان کی تردید کی گئی ہے بعد ازاں متاخرین علمائے نحو کا حدیث سے احتجاج کرنا ذکر کیا گیا ہے۔ باب پنجم چھ فصول پر مشتمل ہے۔ فصل اول میں ابن سعدؒ، ان کے استاد واقدیؒ اور طبقات ابن سعد کا تعارف کرایا گیا ہے۔ فصل دوم میں صحابہ، تابعی، تبع تابعی کی تعریف اور فضیلت، مکثرین صحابہ کی مرویات کی تعداد اور صحابہ کے طبقات بیان کیے گئے ہیں۔ فصل سوم میں کثیر الروایت صحابہ کا تفصیلاً اور قلیل الروایت صحابہ کا اجمالاً تعارف کرایا گیا ہے۔ فصل چہارم کبار تابعین، فصل پنجم اتباع تابعین اور فصل ششم اتباع تابعین کے اتباع اور تلامذہ کے تعارف کے لیے مختص ہے۔

مترجم کا اسلوب

ا۔ مترجم نے ترجمہ کرنے کے دوران جہاں خود سے وضاحت کی وہاں مختلف اسالیب اختیار کیے ہیں۔

بعض مقامات پر حواشی میں اضافہ کیا ہے مگر ذکر نہیں کیا کہ یہ مترجم کی طرف سے ہے مثلاً اسلم اور غفار دو قبیلوں کا نام ہے۔(۶۳) نبیٰ اور نبیؐ میں فرق صرف یہ ہے کہ ایک بالتخفیف ہے اور دوسرا مشدد۔ یہ توضیحات مترجم کی طرف سے ہیں مگر انہوں نے اس بات کی صراحت نہیں کی(۶۴) البتہ بعض مقامات پر مترجم بھی لکھ دیا ہے نیز متن میں بعض اصطلاحات مثلاً مدلس اور مسند کی وضاحت بین القوسین کی ہے۔

۲۔ صفحہ نمبر دس اور گیارہ پر مباحث متعلقہ حدیث کے عنوان کے تحت پہلے دو پیرا گراف کا بغیر کسی صراحت کے اضافہ کیا ہے۔

۳۔ مترجم نے آیات قرانیہ، احادیث مبارکہ اور اصطلاحات حدیث کی تعریفوں کو معرب کیا ہے جو ایک اچھا پہلو ہے۔

مترجم اور مصنف کے اسلوب کا فرق

مترجم نے مصنف کے اختیار کیے گئے اسلوب میں درج ذیل تبدیلیاں کی ہیں۔

ا۔ کتاب کو ابواب و فصول میں تقسیم کیا ہے باب چہارم اور باب پنجم کا اضافہ نیز مصنف کی ترتیب میں ردوبدل بھی کیا ہے جیسے

مصنف نے مباحث کا آغاز تدوین حدیث سے کیا ہے جب کہ مترجم نے حدیث وسنت اور دیگر اصطلاحات سے، جو مصنف نے پانچویں مبحث کے تحت رکھی ہیں۔ مصنف نے شروط راوی کے بعد اقسام حدیث اور کتب حدیث کے مراتب ذکر کیے جبکہ مترجم نے کتب حدیث کے مراتب ذکر کرنے کے بعد شروط راوی اور اقسام حدیث بیان کی ہیں۔

۲۔ مصنف کے خاتمہ کے تحت دیئے گئے مواد کو مترجم نے روایت ودرایت کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے۔

۳۔ مترجم نے کہیں کہیں حوالہ جات عبارات کے ساتھ بھی دیئے جب کہ مصنف نے ہمیشہ حواشی میں دیئے۔

۴۔ حواشی میں مستشرقین کی کتب کے دیئے جانے والے حوالہ جات نقل کرنے کا مترجم نے اہتمام نہیں کیا ہے نیز انگریزی کتب اور فہرست اعلام بھی نہیں دی۔

۵۔ مصنف کی بعض بحوالہ عبارات مترجم نے بغیر حوالہ کے نقل کی ہیں(۶۵) نیز بعض مقامات پر حوالہ جات نقل کرتے وقت ردوبدل کیا ہے۔ جیسے توضیح الافکار کا صفحہ نمبر غلط درج کیا ہے۔(۶۶) اور معرفۃ علوم الحدیث کی بجائے الرسالۃ المستطرفۃ کا حوالہ دیا ہے۔(۶۷) بعض مقامات پر مترجم نے مکمل حوالہ جات درج کرنے کا اہتمام نہیں کیا مثلاً مترجم نے صرف کتاب نام اور صفحہ نمبر دیا ہے جب کہ مصنف نے باب نمبر بھی درج کیا تھا۔(۶۸)

ترجمہ کا معیار

مترجم نے سلیس اور بامحاورہ انداز میں کتاب کے مندرجات کو اردو زبان میں ڈھالا ہے۔ عمدہ الفاظ کا چناؤ کیا ہے لیکن ترجمہ کے مختلف مقامات کا اصل عبارتوں سے موازنہ کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہوئی ہے کہ مترجم نے مصنف کے بہت سے الفاظ اور جملوں کو ترجمہ میں بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ جیسے عربی عبارت:

والمسانيد جمع مسند، وهو ما تذكر فيه الأحاديث على ترتيب الصحابة على حروف تهجى وأحياناً حسب السوابق الاسلامية، أو تبعاً للأنساب کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔

مسانید کی واحد مسند ہے۔ مسند حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں حدیثیں اسماء صحابہ کی ترتیب سے ان کی اسلامی خدمات کے پیش نظر جمع کی جائیں یا صحابہ کے حسب و نسب کا لحاظ کیا جاتا ہے۔(۶۹) اس میں علی حروف تہجی کا ترجمہ نہیں کیا۔ مترجم اگر ترتیب ابجدی کے اعتبار سے لکھ دیتے تو مناسب تھا۔

اسی طرح درج ذیل جملوں اور عبارات کا ترجمہ بھی موجود نہیں۔ ودرسنا الفرق بين الحديث والسنة فى اطارهما التاريخى (۷۰) فمن المباحث التى تعمدنا تركها ---------- منه على الغاية(۷۱)

نیز بعض مقامات پر ترجمہ عربی عبارات کی صحیح ترجمانی نہیں کرتا جیسے دور الحديث وأثرها فى الرحلة والطلب(۷۲) کا ترجمہ دار الحدیث کی تعمیر اور القاب محدثين (۷۳) اور عصر التابعين (۷۴) کا ترجمہ تابعین اور تبع تابعین کا دور(۷۵) کیا گیا ہے۔

تجزیہ

کتاب میں طباعت کی بہت سی اغلاط پائی گئی ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں۔

دانستہ کی جگہ وائستہ (۷۶)، الکفایۃ کو الکنایہ (۷۷) اور معلل کی بجائے محلل (۷۸) لکھا ہے۔

نوٹ

مترجم کو مقدمہ میں یہ بات بیان کر دینی چاہیے تھی کہ اس نے کتاب کو اردو زبان میں منتقل کرنے کے علاوہ اس میں دو ابواب کا اضافہ بھی کیا ہے۔

معارف حدیث

مترجم: مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی — سن اشاعت: ۱۹۷۰ء

ناشر: ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور — صفحات: ۳۸۸

یہ کتاب ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری کی مایہ ناز تالیف معرفۃ علوم الحدیث کا ترجمہ ہے۔ مصنف کا شمار جلیل القدر ائمہ میں ہوتا ہے۔ آپ ۳ ربیع الاول ۳۲۱ھ کو نیشاپور میں پیدا ہوئے۔(۷۹) ابتدائی تعلیم اپنے والد اور ماموں سے حاصل کرنے کے بعد علمی پیاس بجھانے کے لیے حجاز، عراق، خراسان اور ماوراء النہر کا رخ کیا۔(۸۰) ابو سہل محمد بن سلیمان الصعلوکی، ابو عمرو بن محمد الخلدی، محمد بن ابی منصور الضرام، ابن یعقوب البخاری، ابو بکر الفخار، ابن السماک اور ابن درستویہ آپ کے چند مشہور اساتذہ ہیں۔(۸۱) ابو عمرو عثمان بن محمد، ابو بکر احمد بن حسین، ابوالقاسم قشیری اور ابو صالح المؤذن کا شمار آپ کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔(۸۲) مصنف کی دیگر اہم تصانیف المدخل الی علم الصحیح، العلل، الامالی، امالی العشیات، الاکلیل، المستدرک علی الصحیحین اور فوائد الشیوخ ہیں۔(۸۳) آپ قضا کے عہدے پر بھی فائز رہے۔(۸۴) اور ۴۰۵ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔(۸۵) کتاب ہذا کی تصحیح و حواشی کا فریضہ ڈاکٹر سید معظم حسین نے سرانجام دیا۔ ۲۶۶ صفحات پر مبنی یہ کتاب ۱۳۹۷ھ میں دوسری بار دار الکتب المصریہ مدینہ منورہ سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے تین راوی اور گیارہ نسخہ جات ہیں۔ کتاب کی وجہ تالیف مصنف یوں بیان کرتے ہیں: أما بعد فانی لما رأیت البدع فی زماننا کثرت، ومعرفة الناس بأصول السنن قلّت، مع امعانهم فی کتابة الأخبار وکثرة طلبها علی الاهمال والاغفال دعانی ذلک الی تصنیف کتاب حفیف یشتمل علی ذکر انواع علم الحدیث مما یحتاج الیه طلبة الاخبار، المواظبون علی کتابة الآثار وأعتمد فی ذلک سلوک الاختصار۔۔۔(۸۶)

جب میں نے دیکھا کہ ہمارے دور میں بدعات کی کثرت ہو گئی ہے اور اصول سنن کی واقفیت لوگوں میں بہت کم رہ گئی ہے اگرچہ کتابت حدیث اور اغلاط کتاب کی تلاش میں لوگوں کو بڑی دلچسپی اور انہماک ہے۔ تو مجھے ایک ایسی مختصر کتاب تصنیف کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی جو علوم حدیث کی انواع و اقسام پر مشتمل ہو اور طلبائے حدیث اور کاتبین حدیث کے لیے ضروری ہو نیز اس میں اختصار کا راستہ اختیار کروں۔

یہ علوم و اصول حدیث پر لکھی جانے والی دوسری اہم کتاب ہے۔ سید معظم حسین اس حوالے سے لکھتے ہیں۔

أما کتاب معرفة علوم الحدیث للحاکم أبی عبد الله محمد بن عبد الله الحافظ النسیابوری الذی هو ثانی الکتب التی ألفت فی هذاالفن الجلیل۔(۸۷)

کتاب کی اہمیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کے بعد لکھی جانے والی تمام عربی وارد و کتب میں اس کے حوالہ جات ملتے ہیں۔ نیز مشرق و مغرب کے مختلف ممالک کے کتب خانوں میں اس کے نسخے پائے جاتے ہیں۔ کتاب کی انہی خصوصیات کے پیش نظر محمد جعفر شاہ پھلواروی نے اسے اردو زبان کے قالب میں ڈھالا اور محمد اشرف ڈار نے ادارہ ثقافت اسلامیہ کے لیے شائع کیا۔

کتاب کے آغاز میں مصنف کے حالات بیان کیے گئے ہیں جن میں ان کے تعلیمی اسفار، شیوخ، تلامذہ، تالیفات اور ان کے مسلک کے بارے میں مختلف آراء ذکر کرنے کے بعد اس رائے کی تردید کی ہے کہ وہ تشیع المزاج تھے۔

سید معظم حسین نے بائیس (۲۲) صفحات پر مبنی مقدمہ لکھا ہے جس میں تدوین حدیث کی تاریخ، روایت حدیث میں صحابہ کی محتاط روش، وضع حدیث کے اسباب، احادیث صحیحہ کو موضوعہ کے اختلاط سے بچانے کے لیے محدثین کی طرف سے کی جانے والی مساعی جمیلہ، فن مصطلح الحدیث پر لکھی جانے والی کتب اور کتاب ہذا کے مختلف نسخوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

کتاب کے آغاز میں مصنف نے اس کی وجہ تالیف اور اصحاب حدیث کی فضیلت بیان کی ہے۔ بعد ازاں علوم حدیث کی باون (۵۲) انواع ذکر کی گئی ہیں۔

مترجم کا اسلوب

۱۔ اسانید حدیث عربی متون کے ساتھ درج کی ہیں۔

۲۔ دوران متن وضاحت اور اہم نکات کو بین القوسین لکھا ہے اور بعض اوقات ساتھ مترجم بھی درج کیا ہے۔

۳۔ مترجم نے نہ صرف کتاب کو اردو زبان کے قالب میں ڈھالا بلکہ حواشی میں قابل توضیح نکات کی وضاحت بھی کی ہے نیز حواشی میں ہی بعض مقامات پر مصنف پر تنقید بھی موجود ہے مثلاً بائیسویں نوع بعنوان متن حدیث کے غریب الفاظ کا علم کے تحت لکھتے ہیں کہ مصنف نے حدیث نمبر پانچ اور حدیث نمبر سات میں پائے جانے والے غریب الفاظ کی نہ تو نشاندہی کی ہے اور نہ وضاحت (۸۸) اسی طرح اڑتالیسویں نوع حضورؐ کے مغازی، سرایا، بعوث اور تبلیغی خطوط سے متعلق ہے لیکن اس میں صرف مغازی کی وضاحت اور سرایا کا مختصراً ذکر کیا ہے جب کہ باقی مباحث کو قطعاً نظر انداز کیا گیا ہے اس کی نشاندہی بھی مترجم نے کی ہے۔ (۸۹)

۴۔ اردو ترجمہ کے ہر صفحہ کے ساتھ کتاب کے عربی متن کا صفحہ نمبر بھی درج کیا ہے۔

مترجم اور مصنف کے اسلوب کا فرق

۱۔ مصنف نے بعض مقامات پر عربی کتب سے استفادہ کیا اور حوالہ جات نقل کیے، مگر مترجم نے دوران ترجمہ یہ حوالہ جات حذف کر دیئے جیسے صفحات نمبر ۱۶۳ اور ۱۸۱ پر فتح الباری اور صفحہ نمبر ۱۹۷ پر التقریب کے دیئے جانے والے حوالہ جات نقل نہیں کیے گئے۔

۲۔ اگر کسی نوع کے تحت متعدد احادیث بطور امثلہ لکھی گئی ہیں تو مترجم نے مصنف کے برعکس انہیں باقاعدہ نمبر شمار کے ساتھ درج کیا ہے۔ مثلاً ناسخ و منسوخ کے تحت دیکھیے۔ (۹۰)

ترجمہ کا معیار

عربی متن اور ترجمہ کی بالاستیعاب ورق گردانی سے عیاں ہوتا ہے کہ مترجم نے نہایت سلیس، رواں، بامحاورہ اور شگفتہ انداز میں عربی متن کے تمام مباحث کو اردو زبان کے قالب میں ڈھالا ہے۔ دوران مطالعہ کہیں بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ ہم کسی کتاب کا ترجمہ پڑھ رہے ہیں بلکہ ایسا لگتا ہے کہ اصل کتاب کا مطالعہ کیا جارہا ہے۔

تجزیہ

کتاب میں کہیں کہیں طباعت کی اغلاط راقمہ کی نظر سے گزری ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

دونوں کی بجائے دونو(۹۱) اور مالک بن انس کو ملک بن انس(۹۲) لکھا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) فواد عبدالباقی، مفتاح کنوز السنۃ، مطبعہ مصر، شرکۃ مساھمۃ مصریہ، الطبعۃ الاولی، ۱۳۵۳ھ، ص:ق

Fawād Abdul Bāqī, Miftāh kanūz al- sunah, matbah Egypt,Shirkat Musāhimat Misria,1353h,Page:q

(۲) ص:۱۷۷۔۱۷۹ Page:177-179

(۳) ص:۱۹۳ Page:193

(۴) ص:۳۱۶، حوالہ نمبر:۱۱۳ Page:316,ref no:113

(۵) ص:۲۹۶، حوالہ نمبر:۶ Page:296, ref no:6

(۶) ص:۳۳۹، حوالہ نمبر:۷۰ Page:339, ref no:70

(۷) ص:۱۰۳ Page:103

(۸) ص:۲۸، ۴۹ Page:28,49

(۹) ص:۷۳، ۱۰۲ Page:73,102

(۱۰) ص:۸۷۔۸۸ Page:87-88

(۱۱) ص:۳۸ Page:38

(۱۲) ص:۴۰ Page:40

(۱۳) ص:۴۰ Page:40

(۱۴) ص:۱۸۵، سطر:۹ Page:185,line:9

(۱۵) ص:۷۳، سطر:۱۴ Page:37,line:14

(۱۶) ص:۶۳، سطر:۱۶ Page:63,line:16

(۱۷) ص:۶۴ Page:64

(۱۸) ص:۱۱۸ Page:118

(۱۹) ص:۴۲ Page:42

(۲۰) ص:۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، Page:177,179,180,181

(۲۱) ص:۱۸۴ Page:184

(۲۲) ص:۱۸۹ Page:189

(۲۳) ص:۷۳، سطر:۲۲ Page:73,line:22

(۲۴) ص:۹۹، سطر:۳ Page:99,line:3

(۲۵) ص:۲۴۰، سطر:۲۴ Page:240,line:24

(۲۶) ص:۲۴۱، سطر:۲۴ Page:241,line:24

(۲۷) ص:۱۸۲۔۱۸۷ Page:182-187

(۲۸) ص:۴۱۰۔۴۱۱ Page:410-411

(۲۹) ص:۲۳ Page:23

(۳۰) ص:۳۳ Page:33

(۳۱) ص:۳۱ Page:31

(۳۲) ص:۲۸ Page:28

(۳۳) ص:۸۵۲۔۸۶۰ Page:852-860

(۳۴) ص:۱۶ Page:16

(۳۵) تفصیلی تعارف کے لیے دیکھیے ص:۲ For detail introduction see Page:2

(۳۶) ص:۸۷، حوالہ نمبر:۱۵۸؛ ص:۹۸۶، حوالہ نمبر:۳۲۴ Page:87,ref no:158;Page:986,ref no:324

(۳۷) ص:۳۴۹، حوالہ نمبر:۴۲۸ Page:349,ref no:428

(۳۸) ص:۳۵۰، حوالہ نمبر:۴۵۵ Page:350,ref no:455

(۳۹) ص:۵۴۔۵۹ Page:54-59

(۴۰) ص:۱۱۸، ۱۱۲ Page:112,118

(۴۱) ص:۱۱۸ Page:118

(۴۲) ص:۳۰۵ Page:305

(۴۳) ص:۶ Page:6

(۴۴) ص:۷۳ Page:73

(۴۵) ص:۶۹ Page:69

(۴۶) ص:۶۷۔۶۸ Page:67-68

(۴۷) ص:۱۰، سطر:۴ Page:10, line:4

(۴۸) ص:۳۱، سطر:۶ Page:31,line:6

(۴۹) ص:۴۷، سطر:۱۸ Page:47, line:18

(۵۰) ص:۷۰، سطر:۱۴ Page:70,line:14

(۵۱) ص:۱۰۱ Page:101

(۵۲) ص:۱۱۰، حوالہ نمبر:۳ Page:110,ref no:3

(۵۳) ص:۱۵۴، حوالہ نمبر:۳ Page:154,ref no:3

(۵۴) ص:۴۹، سطور:۱۳۔۱۶؛ ص:۸۸، سطور:۴۔۵ Page:49,lines:13-16;Page:88,lines:4-5

(۵۵) ص:۱۳۲، حوالہ نمبر:۲، ص:۲۸۶، حوالہ نمبر:۵ (یہاں مصنف کے الرسالہ المستطرفہ اور قواعد التحدیث کے دیئے گئے مکمل حوالہ جات نقل نہیں کیے گئے)

Page:132,ref no:2;Page:286,ref no:5(complete references of Al Risāla tul Mustatrifah and Qāwaed al- Tehdith given by author have not been copied here)

(۵۶) ص:۵۰ Page:50

(۵۷) ص:۶۶ Page:66

(۵۸) ص:۶۸ Page:68

(۵۹) ص:۸۷ Page:87

(۶۰) ص:۹۴، حوالہ نمبر:۱ Page:94,ref no:1

(۶۱) ص:۱۱۳، حوالہ نمبر:۱ Page:113,ref no:1

(۶۲) دیکھیے ص:۱۹ see Page:19

(۶۳) ص:۱۱۱، حوالہ نمبر:۳ Page:111,ref no:3

(۶۴) المرجع السابق، حوالہ نمبر:۴ Page: ibid, ref no:4

(۶۵) ص:۱۰۱، سطور:۴۔۵ Page:101,lines:4-5

(۶۶) ص:۲۱۹، حوالہ نمبر:۳ Page:219,ref no:3

(۶۷) ص:۲۴۱، حوالہ نمبر:۱ Page:241,ref no:1

(۶۸) ص:۹۰ Page:90

(۶۹) ص:۱۵۸ Page:158

(۷۰) مقدمۃ المصنف، ص: ب۔ ج Author's preface, Page:bay-jeem

(۷۱) مقدمۃ المصنف، ص: د Author's preface, Page:dal

(۷۲) ص:۶۸ Page:68

(۷۳) ص:۱۰۰ Page:100

(۷۴) ص:۳۲ Page:32

(۷۵) ص:۶۱ Page:61

(۷۶) ص:۳۶، سطر:۹ Page:36,line:9

(۷۷) ص:۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۹، ۱۲۰ Page:111,112,119,120

(۷۸) ص:۲۶۲، حوالہ نمبر:۱ Page:262:ref no:1

(۷۹) شمس الدین الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، تذکرۃ الحفاظ، داراحیاء التراث العربی، س۔ن، ۳/۲۲۷؛ سیر اعلام النبلاء، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۹۸۰ء، ۱۷/۱۶۲۔۱۶۳

Shams al-*Dīn* Abū al-Dhahabī, Muhammad Bin Ahmad Bin Uthmān,Tazkira tul Hufāz, Dār Aḥyā Al-Turāth Al-'Arabī, no year,3/227; Siyar A`lam al-Nubala', Mūasisat al- Risālah, Beīrūt, 1980, 17/162-163

(۸۰) تذکرۃ الحفاظ، ۳/۲۲۷؛ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، دارالعلم للملایین، بیروت، ۱۹۹۷ء، ۶/۲۲۷؛ السبکی، عبدالوہاب بن علی، تاج الدین، طبقات الشافعیۃ الکبری، تحقیق، محمود احمد الطناجی، عبدالفتاح محمد الحلو، مطبعہ عیسیٰ البابی وشرکاہ مصر، س۔ن، ۴/۱۰۶

Tazkira tul Hufāz, 3/227; Khayr al-Dīn al-Ziriklī, Al-A'lām, Dār al- Ilm lil malāyiyn, Beīrūt, 1997, 6/227; Al-Subkī, Abdul Wahāb Bin Alī, Tāj al- Din,Tabqāt al- Shafia tul Kubra, Tehqīq, Maḥmūd Ahmad Al Tanajī, Matbah Eesa Albabi wa shurakaū, Miṣar, no year,4/106

(۸۱) تذکرۃ الحفاظ، ۳/۲۲۷؛ ابن خلکان، احمد بن محمد بن ابو بکر، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، منشورات الرضی، قم، س۔ن، ۴/۲۸۰؛ حاکم نیشاپوری، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن حمدویہ، المدخل الی الصحیح، موسسۃ الرسالۃ، س۔ن، ص:۲۵۔۲۶

Tazkira tul Hufāz,3/227;Ibn Khalqān, Ahmad Bin Muhammad Bin Abu Bakar, wafayāt al- A'yān wa- anbā' abnā' al- zamān, Manshūrāt al- Razi, Qaaf Meem, no year, 4/280; Hākīm Neshapurī, Abū Abdullah Muhammad Bin Abdullah Bin Hamdūba, al- madhal ila'l Sahī, Mūasisat al- Risālah, no year, Page:25-26

(۸۲) سیر، ۱۷/۱۶۰؛ طبقات الشافعیہ، ۴/۱۰۷ Siyar,17/160;Tabqāt al- Shāfīā,4/107

(۸۳) الاعلام، ۶/۲۲۷؛ البغدادی، اسماعیل پاشا، ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین وآثار المصنفین، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۵۵ء، ۲/۵۰۔۵۱؛ المدخل، ص:۲۹۔۳۰؛ وفیات الاعیان، ۴/۲۸۰

Al- a'lam, 6/227; al- Baghdādī, Ismāīl Pāshā, Hadyat al- ārifīn Asma al- mūalifeen wa āthār al-musanīfīn, Dār Aḥyā Al-Turāth Al-'Arabī, Beīrūt,1955,2/50-51; al- madkhal, Page:29-30; wafayāt al- A'yān, 4/280

(۸۴) الاعلام، ۶/۲۲۷؛ وفیات الاعیان، ۴/۲۸۱ Al- a'lam,6/227; wafayāt al- A'yān,4/281

(۸۵) تذکرۃ الحفاظ، ۳/۲۳۳؛ ہدیۃ العارفین، ۲/۵۰؛ وفیات الاعیان، ۴/۲۸۱

Tazkira tul Hufāz,3/233; Hadyat al- ārifīn, 2/50; wafayāt al- A‘yān,4/281

(۸۶) ص:۱۔۲ Page:1-2

(۸۷) مقدمۃ المصحح، ص: ک ج Muqadima tul Musahīh, Page:qaaf jeem

(۸۸) ص:۹۰۔۹۱ Page:90-91

(۸۹) ص:۲۳۸۔۲۴۰ Page:238-240

(۹۰) ص:۱۵۶۔۱۵۸ Page:156-158

(۹۱) ص:۸۷، سطر:۲ Page:78, line:2

(۹۲) ص:۲۲۶، سطر: ۱ Page:35:226,line:1